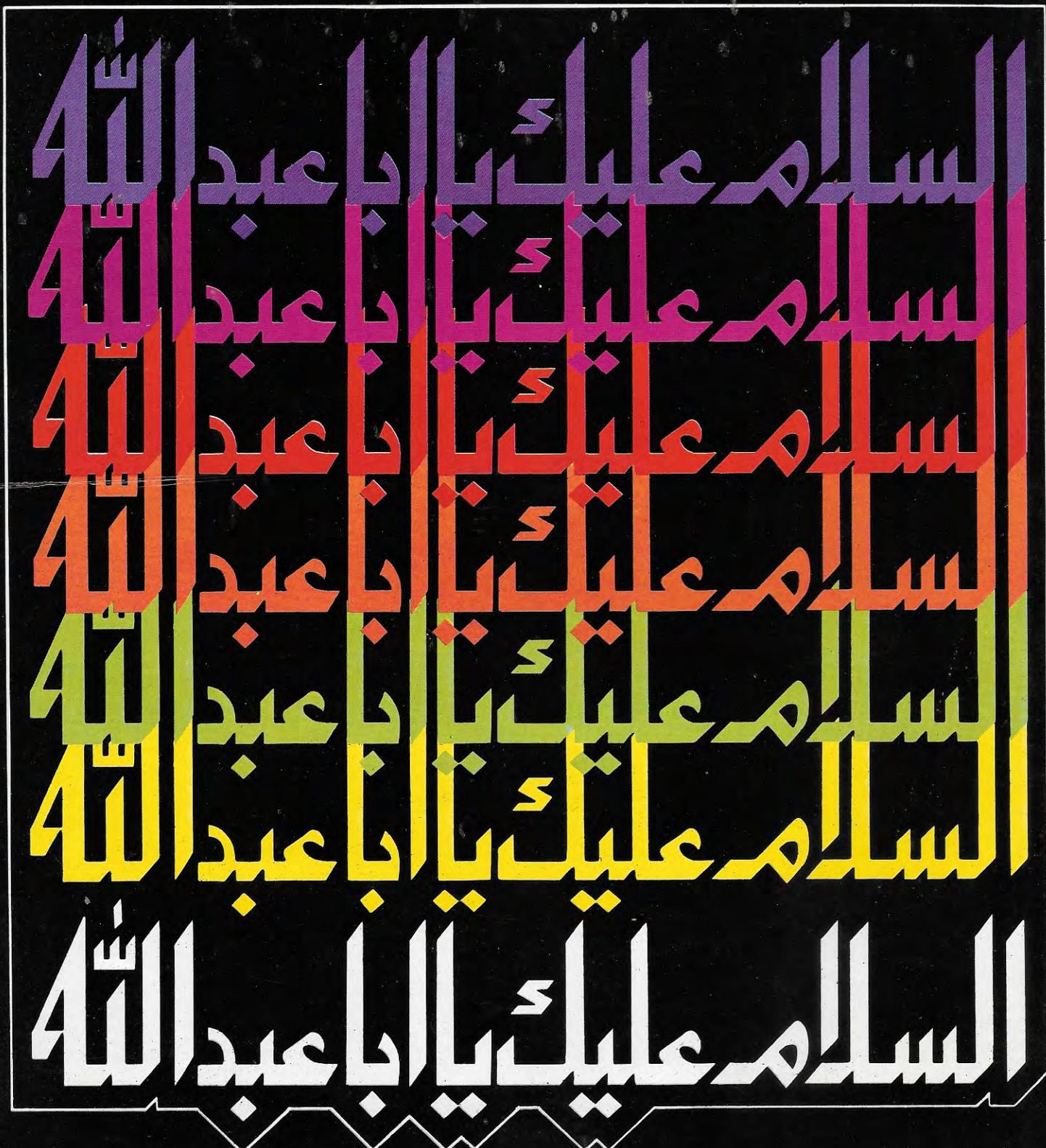




الحمد لله

خُصُوصي شماره

مُحَمَّد الْحَامِسَةُ



السَّلَامُ عَلَيْكَ مَا فِتَنَةُ الْجَنَّةِ

آوازیں، یہ پکار بھی تو حضرت الشہداء کا ایک عظیم جہاد تھا۔ یہ ساری باتیں، سارے واقعات غم اگریکر، رنج و محنت سے پر محض واقعات ہی دلوں کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں، حیکر کو بھون کر رکھ دیتے ہیں، بوس و جو اس گم کرنے نئے نئے کافی ہیں۔ جب امام زمانہ علیہ السلام صد لوں کی طباں بھیخ کر راتی کے ان واقعات کو رو بروانا ہو گا تو بے ساختہ ایک آہ سردی کھینچ کر تڑپ تڑپ کر کھٹا ہو گا:

”حد مظلوم! الگیری آنکھوں کے سارے آشونٹک ہو جائیں گے تو خون کے آشونوں کے سارے رو بکروں گا۔“ آقا! یہ میرے وقت کے امام!؟ کیا خون جگر بہانے سے حق گریہ ادا ہو جائے گا۔ نہیں، تاظہ ہو رہے ہیں، خون دل اور خون جگر ہماتے رہتے، نہیں ادا ہو سکتا حق گرے۔ جسمی تو ساق عرش پر آپ کے حد مظلوم کا نور بارک دیکھ کر حباب آدم علیہ السلام کا کامل بھرایا، اور حکم خدا سے جب جب اسماء پیغمبر کے نصفی اور دو سیدے سے تو پریکی قبولیت کے لئے دعا کو ہوئے تو نام حسین پر کان پت لگئے، مل کا تمہر اور اضطراب میں بدلت گیا، آنکھوں سے انسوں کا سیلاں امنڈا یا، خدا یا! پیغمبر میں سے پہلے چار نام سست و شادمانی کا پیغام لاتے ہیں لیکن مانع جب پانچوں نام لیتا ہوں تو دل ڈوب ڈوب جاتا ہے، وہ مرنے لگتا ہے، گریٹاری ہوتا ہے، خدا یا! یہ کس کا نام ہے؟ اور واقعہ کر بلکے وقوع سے ہزاروں اور لاکھوں سال قبل بزم ”توحید“ میں مجلس کا سلسہ شروع ہوتا ہے۔ یہ مجلسیں، ہاں یہی مجلسیں جسے ہم معمولی اور خیر جانتے ہیں، جن کا احترام ہمارے دلوں سے نکل چکا ہے، اب تو تفریخ کا ہیں بنی جارہی ہیں، خدا را، اس کے قدس کا پاس و لحاظ رکھئے۔ یہ بارگاہ معصومین ٹھیہ ہے، بارگاہ ادب بہان حسین علیہ السلام پر گریہ کی جاتا ہے، قتل العبرة پر رہا جاتا ہے۔ گریہ حسین پر گریہ سنت انسیاع ہے۔ سنت خیر الوری حضرت محمد مصطفیٰ ہے، اسے معمولی تصور نہ کیجئے۔ بہان رسول اللہ اور آل رسول کی دل کی گھرائیوں سے، غم و اندوہ کے عالم میں پرسہ دیتا ہے، اگر اس مغل نہ میں ذرا سمجھی بے ادبی اور استہرا کا تصویر شامل ہوتا ہے تو اخیام معلوم ہے، ”کشته گریہ“ کے غم میں فرش عزادار پر بیٹھ کر، غلوٹ دل سے، لگری بخات اخزوی کی صفات ہے۔

معصومین اور معصومۃ کو نہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شقتوں اور مصیبتوں کا مناق نہ اڑایا جائے، ورنہ تم سمجھی شیعیان آل محمد کو آل محمد کے حضور

بائی اُنہُ اُنہُ وَأُنہُ يَسْأَلُهُ اَنَّهُ اَنْدَلَبَ رَجُلَ اَنْدَلَبَ! الگیری
آنکھوں کے سارے آشونٹک ہو جائیں گے تو خون کے آشونوں کو اکروں تک!“
حضرت سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانکاہ شہادت اور
کربلا کے خونخکاں واقعات پر اس امام عصر کا گریہ ہے جو زبانے کا مالک و ادا
ہے۔ زبانے کی حرکت جس امام کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں۔ وہ زبانے کا مالی
نہیں۔ زبانے کی رضاہ جس کے اشاروں پر ہے، خداوند عالم ہی نے اسے اس
نمایندہ خاص اور اپنے ”خلیفہ“ کو یہ اختیار دیا ہے، جسیعی تو معصومین علیہم السلام
کی واضح بیانات کی بنیاد پر ہم اسے زیارت میں اس طرح یاد کرتے ہیں۔“

”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ“ زیارت کا یہ جملہ محن نیات
کی عبارت میں زیبائش کے لئے نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ امام عزری کے
دست مبارک میں زبانے کی باگ ڈو رہے۔ زبانہ اس کی اجازت کے بغیر
حرکت درفتار پر قادر نہیں۔ جس طرح کائنات کا فرہہ ذرہ اس کا طبع و فرم ایک
مخلوق، جس کا وہ زمان و مکان بھی اس کے حکم کے پابند ہیں۔ نورِ محمدی، اول
کی حدیث پر جملہ عالم اسلام کا اتفاق ہے۔ اس لئے زمان و مکان کا، امام
وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابع ہر زادی متعلق کی رو سے ایک تا قبل انکار
حقیقت ہے، کوئی فلسفیات مغالطہ نہیں۔ زمان چاہے یا ماضی کا ہو حالان
اور مستقبل کا، سمجھی امام علیہ السلام کے تابع ہیں۔ وہ جس زبانے کو جا ہے اپنے
پیش نظر لے سکتا ہے۔ کیونکہ زبانہ کا مالک ہے، اُنہا ہے، زبانہ اس کا غلام ہے،
زبانے میں بھال نہیں کہ اس کی اطاعت سے انکار کر جائے، حکم خدا بھی کیا ہے،
ورز انہر معصومین بھی اسے ”صاحب الزمان“ کے لقب سے یاد رکھتا کرتے
اس اختیار کل کا مالک ہوتے ہوئے جب ۴۱ؑ کے محرم، حضور عصر غاشو
کے مناظر کو حکم دیتا ہو گا تو یقیناً اس کا جگر پارہ پارہ ہو جاتا ہو گا۔ خاص طور
پر جب اپنے حد مظلوم کو عصر غاشو، تن تنہا، جس نازمین زخموں سے تو حود
پیڑا رے ہوئے ہوئی، وہی مبارک پیاس کی شدت سے خشک، بالکل
خشک، لاعب مبارک بھی خشک ہائے اسے امرے مظلوم امام، غریب الوطن
آقا نے کس طرح اصحاب کی شہادت پر یہ کہہ کر آواز دی ہو گی: یا اپطال
الصفاوی افسران الہی چاۓ۔۔۔ میرے شیر دل بہادر و امیرے
شہسوار و تہار امام، آقا، کشته جھا آقا تھیں بارہ ہا ہے، پکارہ ہا ہے،
اپنی مظلومیت کا اعلان کر رہا ہے، تم جو ایں نہیں دیتے، شدتِ شنگی میں یہ

یہ جو ابادہ ہونا پڑے گا۔

ہاں، توجیہ امام زمانہ علیہ السلام اپنے قدیم مظلوم کی مظلومیت و بیچارگی کو اپنکا ہوں سے ملاحظہ فرماتے ہوں گے۔ خصوصاً اس کوہ صبر و استقامت کو تہائی کے عالم میں یہ کہتے ہوئے سنتے ہوں گے :

"أَنَا قَاتِلُ الْعَبْرَةِ"

میں آنسوؤں کا مارا ہوا ہوں، میں کشته اشک ہوں، آہ! کشته گری کبھی خرکی لاشن پر رخرا تم میرے ہمان تھے، ایک گھونٹ ان بھی تو نہ بلسا سکا۔ کبھی عجیب کی رخم خوردہ متست پر۔ حبیب ہمارا بچپن کا دوست تم سے ملاحظہ ہے، میرا حال تو بھیو، جب میں یہ سوتھا ہوں کہ بچپن کے دوست کے سامنے میں اتنا بھی سلوک نہیں کر سکتا کہ نزع کے عالم میں پانی کا ایک قطرہ اس کے ہونوں پر لیکا سکوں، ایک ایک شہید کو یا دکر کے گریہ کرتا ہوا لظاہر ہے، جوان بھیججے بھائی قاسم و عون و محمد، تکریل جوان بیٹا علی اکبر، جھوپور جوان اور جوان کی لاشن اور بھوکا پیاسا نازوں باب برابر کا بھائی، قوت بازو، ابو الفضل، کیا کیا ہچکیا نہ بندھی ہوئی، یہ سارے متاظر اور امام زمانہ علیہ السلام.... سر انسان کی طرف اٹھا کر دیکھتے ہوں گے، اور سرست و فوسس سے لہماں مبارک سے وابدہ، واغرتاہ کی آواز نکلتی ہوگی۔

حسین مظلوم کی مصیبتوں پر گریہ سے متعلق اتنی زوایتیں امیر مونین علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں جو حدائق ارنک بہوئی ہوتی ہیں۔ بس اشتہایہ ہے کہ عسکری میں روئے والے کی انکھوں سے الگ مکھی کے پر کے برابر بھی انسوں کلکی ائمہ توڑہ اتش ہم کی حرارت کو بھانے کے لئے کافی ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ آنسو اسی وقت انکھوں سے نکلتے ہیں جب انسان کا نفس کسی مصیبت سے متاثر ہوتا ہے اور یہی تاثر مصیبت انھانے والے سے رابطہ کا پتہ دیتا ہے بلکہ یہ تاثراں اسی حدائق میں وہیں رہ جاتا بلکہ آگے بڑھے ظالموں اور جاہدوں سے لفظ و عذاب کا بھی جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔ ائمہ معصومین علیہم السلام حالات اور واقعہ کے آقاؤں سے سب سے زیادہ اور بہتر طریقے سے واقع تھے، بس کی جانب وہ دعوت دیتے رہے اور ہمیشہ ان اغراضی مقاصد کے حصول میں کوشش کرتے کہ ہر صورت ایسے وسائل افتخار کئے جائیں کا اللہ تعالیٰ و رسول کے شخشوں سے امت سخرت ہو جائے۔ اسی بنا پر امام مظلوم علیہ السلام کی مصیبتوں پر رونے کا حکم دیا۔ غالباً ہر ہے کہ اس موقع پر وہسان اخدا و رسول کے نظم و جوار و رقاوت قلبی کا تذکرہ لازم ہو جائے گا۔ جس سے نفس انسانی لفیناً متاثر ہوگا۔ چنانچہ امام حسین علیہ السلام کے اس قول کا پختہ ہی ہے کہ "أَنَا قَاتِلُ الْعَبْرَةِ لَأَيْدِي ذُكْرِي مُؤْمِنُ الْأَسْتَعْبَرَ"۔ میں کشته گری ہوں، میں کشته گری میں اس کی انھیں آنسوؤں سے ڈبڈا آتی ہیں۔ (کامل الزیارت) پس جب میں مجتبی حسین علیہ السلام سے

مرثیہ رہو کر ماتم کرتا اور غم و اندوہ میں ڈوب جاتا ہے تو یہی امر اس کے تاثرات کا سبب اور یہی مظلوم پر جو الام و مصائب کے سماں توڑے گئے ہیں ان کی وجہ سے اس کا دل پھینکنے لختا ہے جو اپنی انہا کو ہنگوچ جاتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جملہ "أَنَا قَاتِلُ الْعَبْرَةِ" سے امام حسین

علیہ السلام کا مردی اور مقدس کہ ان حضرت کے قتل پر گریہ کیا جائے تاکہ آخرت کے اجر کا حق ہو، اور اس کا دوسرا کوئی اثر ہے ہی نہیں کہ اپ کے قتل پر رونے کا صد اثرت میں لے لے۔ بھلاکی کس طرح ممکن ہے؟ ہمارا دوسرے آثار بھی ہیں تو اس سے بھی زیادہ اہم ہیں، ایک تو یہ کہ اس گریہ سے شریعت الہی کو نیزندگی ملتی ہے دوسرے یہ کہ راہ پہلات میں جو بھی کبی آئی ہوئی وہ دور ہو جائے گی اور اس کی اصلاح، بھی عام ہو جائے گی۔ مادہ ہی امراء حکومت کے فلم و کشم و جور و حفا اور خود حاکم وقت کے ترس و طبع کا راز فاسد ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ امام مظلوم کے قتل کے تذکرے اور گریہ و بھکارے درمیان ایسا ہجڑا بیٹھتے کہ جب بھی ان کے آلام و مصائب کا تذکرہ ہوگا ارباب ایمان کی انکھوں سے آنسو بھینے لیں گے۔ ان کے دلوں میں چھپی ہوئی مجتبیت کھل کر سامنے آجائے گی اسی لئے آپ نے فرمایا۔

أَنَا قَاتِلُ الْعَبْرَةِ .

آئیے ذرا امام رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حصوؤں میں چل کر عنہمین علیہ السلام پر رونے کا اجر دریافت کریں تو یہی فرماتے ہوئے نظر اس کے : جو ہماری ان مصیبتوں کو یاد کرے جو ہم پر نازل کی گیں، اور اس پر گریہ کرے۔ وہ ہمارے ساتھ ہوگا، قیامت کے دن ہمارے درجہ میں ہوگا، اور جو ہماری مصیبتوں کو دوسرے سے بیان کر کے خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رلائے تو اس کی انھیں اس دن نہ روئیں گی جس دن ساری آنھیں روئی ہوئی نظر اس کی اور جو شخص اس مجلس میں پیٹھے جس میں ہمارا امریکیان کیا جا رہا ہو تو جس دن سارے دل مردہ دکھائی دے رہے ہوں گے، اس دن اس کا دل زندہ نظر اسے گا۔

غم حسین علیہ السلام میں ہے وہی انسوؤں کی قدر و قدمت اور اس کے وزن کا اندازہ ہم اور آپ نہیں لگا سکتے۔ بس یہ سمجھ لجھنے کے امام صادق علیہ السلام اسیان امن تغلیب کے ذریعہ ان انسوؤں کی عظیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں : جو مصائب و ستم ہم الہیت پر روا کر کے گئے ان پر غم زدہ ہو کر ایسی بھرنا تسبیح ہے، اور ہمارے لئے رنجیدہ ہونا عبادت ہے اور ہمارے بارزوں کو پرشیدہ رکھنا را خدا میں چماد ہے۔ چھڑاپ نے فرمایا : یہ حدیث سہر سے تردف سے لکھی جانی چاہئے۔

جب حضرت ابی عبد اللہ امام صادق علیہ السلام کے حصوؤں میں امام حسین علیہ السلام کا نام لیا جاتا تو حضرت کو کسی نے اس دن ہنسنے

قیام حسینی کے اسباب و عوامل

کرنا چاہتا ہوں اور ان حالات کو بدلتا چاہتا ہوں۔

”اویسِ دن اُمُرْبِ الْمَعْرُوفٍ“ میں امر معروف کرنا چاہتا ہوں، لوگوں کو اپنایوں کی دعوت دینا چاہتا ہوں۔

”وَانَهِي عَنِ الْمُنْكَرِ“ منکر یعنی بھری بالتوں، بھری عادتوں اور نکری الخراف سے روکنا چاہتا ہوں۔

”وَاسْبِرْ سِيرَةً حَدِيثِي وَإِلَى عَلِيٍّ بْنِ أَبي طَالِبٍ عَلِيهِ السَّلَامُ“ اور اپنے نانار رسول خدا اور بیان اعلیٰ مرتضی علیہ السلام کی روشن پر چلتا چاہتا ہوں۔ یعنی خالص اور واقعی اسلامی اقدار کے لئے قیام کرنا چاہتا ہوں۔ اس اسلام کے لئے اقدام کرنا چاہتا ہوں جسے حضرت رسول خدا نے پیش کیا تھا اور میرے بیان اعلیٰ مرتضی علیہ السلام نے بھی لایا تھا۔ اسی انوی اسلام کے غلاف اور اسے اپنائنا چاہتا ہوں جہاں بس نام اسلام کا ہے اور سارے افکار اور عادیں ضلالت و چمالت کی ہیں۔ میں اسلام محمدی اور روشن علوی کو زندہ کرنا چاہتا ہوں۔

”فَمِنْ قَلْبِي لِتَبْيَانِ الْحَقِّ فَإِذَا هُوَ إِلَى الْحَقِّ“ جو شخص میری ان بالتوں کو تون حان کرتسلیم کر لے تو اس نے درحقیقت خدا کی بات قبول کی ہے۔ میری یہ باتیں وحی کی ترجیحان ہیں۔

وَمَنْ رَدَ عَلَى هَذَا أَطْبَرَ حَقِّي يَقْضِي اللَّهُ بَيْنَ وَبَيْنَ الْقَوْمَ وَهُوَ خَيْرُ الْحَالَكِينَ۔ اور شخص میری ان بالتوں کو تسلیم نہ کرے اور بالغت کرے تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ کرے وہ بہترین فیصلہ کرئے والا ہے۔ اس دعیت میں حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے اپنے قیام کے تین مقاصد بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ امت جدی اصلاح ۲۔ امر معروف اور نہی از منکر ۳۔ روشن بُنَى وَ عَلَىٰ کی تجدید و احیاء یہ مقاصد ایک دوسرے سے مختلف ہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کی تجھیں ہیں۔ یکجا کتابت کی اصلاح امر معروف اور نہی از منکر کے ذریعے ہوگی۔ یہی معروف کی بات ترقی و اعلیٰ کی رکش اور ان کی راہ ہی معروف ہے اور اس سے ہٹ کر تو کچھ ہے وہ منکر ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے دوسرے خطبوں اور خطوط میں اسی حقیقت کو دوسرے لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔ مکہ مکرمہ تشریف لانے کے بعد آپ نے اہل بصرہ کو جو خط تحریر فرمایا، اس میں لکھا: ”أَنَا دَعْوَكُمْ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَسُنْنَتِ نَبِيِّهِ فَإِنَّ السُّنَّةَ قَدْ أُمِّيتَ وَالْبَدْعَةُ قَدْ أُحْيِيتَ فَإِنْ تَسْعَوْا قَوْلِي أَهْدِكُمْ إِلَى سَبِيلِ الرِّشَادِ“ (تاریخ طبری، ۲۶۷/۲) میں تم

حضرت امام حسین علیہ السلام کے قیام کے کیا اسباب تھے؟ وہ کون سے عوامل تھے جس نے اتنے نظم اور عدیم المثال اقدام پر انکو آمادہ کیا؟ کیا امام حسین علیہ السلام کا مقصد زیادی حکومت کا تختہ پہنچا تھا؟ کیا وہ اموی حکومت کو ختم کرنا چاہتے تھے؟ کیا اس اقدام سے وہ خود حکومت حاصل کرنا چاہتے تھے؟ اس طرح کے سوالات عام طور سے ذہن میں گردش کرتے رہتے ہیں اور ہر شخص حاصل کرنا چاہتا ہے۔

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ سے رخصت ہوئے تھے، نانار رسول خدا مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار قدس سے دواع اٹھتے اور سامان سفر تار کرنے کے بعد آپ نے اپنے بھائی جناب محمد حنفیہ کے نام ایک صست نام تحریر فرمایا جس میں لئے قیام کے اسباب بیان فرمائے۔ اس صست کے ایک اقتاس سے اس صفت کو نزیحت دیتے ہیں اور انہیں کلمات سے منتظر کے آخری صفحہ کو منور کرتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ”وَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشْرَا مِيرے قیام کا مقصد ہے گز دنیا اور اس کی آسائش حاصل کرنا ہمیں ہے۔ اپنی آنامور و تظاهر ہمیں ہے۔

وَلَا بَطَرْأًا میرے قیام کا سبب حکومت حاصل کرنا اور اڑاہٹ ہمیں ہے۔ وَلَا فَقْسِيدًا میرے قیام کی غرض فداری پا کرنا ہمیں ہے۔ ملک میں اذراقی پھیلانا ہمیں ہے۔ وَلَا طَالِمًا میرے قیام کی وجہ کی عصب کرنا بھی ہمیں ہے۔ کسی پر خلم و تیادی کرنا ہمیں ہے۔

و ان جملوں کے ذریعہ ان تمام اعترافات اور اذادات کے جواب واضح ہو گئے جو دشمنان اسلام اور دشمنان عزراہے حسین علیہ السلام کی طرف سے عائد کئے جاتے ہیں،) پھر قیام کا مقصد کیا تھا یہ ذیل کی عبارت سے واضح ہے۔)

سوال یہ ہے کہ جب یہ سب مقصد و ہدف ہمیں ہے تو اس کا مقصد کیا ہے؟ حضرت امام حسین علیہ السلام اس طرح وضاحت فرماتے ہیں۔

وَأَشْمَأْخَرَجَتْ لِطَلَبِ الْأَصْلَاحِ فِي أَمَّةٍ حَجَّدَی۔ حضرت سید الشہداء عزراہے خودی جواب دیتے ہیں کہ میرے قیام کا مقصد اور ہفت یہ ہے کہ میں اپنے جد رسول خدا کی امت کی اصلاح کرنا چاہتا ہوں یعنی امت کی موجودہ صورت حال یہ ہے کہ ہر طرف فتنہ و فساد پھیلا ہوا ہے۔ ہر ایک تیار سی ہیں گرنتا ہے ہر شخص حکومت اور اقتدار کے حصول میں کوشاں ہے۔ نشان خواہشات اور شیطانی دسوسوں نے ”انا“ کا روپ اختیار کر لیا ہے۔ اخلاق میں بدی عقائد میں بھی اور فکر میں انکرات ہر طرف عام ہے۔ میں اس امت کی اصلاح

بعن عہد شیخ اہل سنت نے ہمارا یہ جملہ اضافہ کیا ہے۔ ”وَفَلَأَا لِرَاشِدِينَ“ یعنی خلفاء راشدین کی روشن پرچنایا چاہتا ہوں۔ یہ جملہ بعد میں اتنا وہ کہیا گی کہ تو نکل خلفاء راشدین کی اصطلاح اموری دوڑ کے بعد کی ایجاد ہے جسے موڑھن اور مٹکھن نے ایجاد کیا ہے اس وقت یہ اصطلاح بالکل رائج تھیں تھی۔ دوسرے یہ کہ حضرت علی علیہ السلام خود خلفاء راشدین میں ہیں اس بنا پر اس کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ کہ حضرت علی اور خلفاء راشدین کی روشن پرچنایا چاہتا ہوں۔ تیسرا یہ کہ امام حسین علیہ السلام خود خلفاء کی روشن پر معزوف تھے۔ وہ کیسے ان کی روشن پرچنے کی تمنا کرتے۔

بقيه: السلام عليك

ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ رات ہو جاتی، آپ فرمایا کرتے "الحسین عَبْرَةٌ كُلُّ مُؤْمِنٍ" یعنی امام حسین علیہ السلام ہر مومن کے گیرے کا سبب ہے۔ یقیناً جب بھی تذکرہ حسینؑ شروع ہوا صاحبان ایمان کی آنکھیں دبڈیا آتی ہیں۔ حسینؑ کے نام کے ساتھ یہ واقعہ کہ بیان کا پورا منظر انھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ تصور کر لاسے چل کر بھی کوفے کے بھرے بازار میں پڑھنچتا ہے تو کبھی ابن زیاد کے دربار میں۔ چہاں زنانا دہ بہ کڑو فرجت پڑھنا ہے اور بنی زادیاں سر بری ہیں، بادوؤں میں رسن، سر جھکائے ترک و دیلم کی کنیزدیں کی طرح کھڑی دکھانی دیتی ہیں، پھر شام کا بھار پڑا بازار، امام زین العابدین علیہ السلام بیزید کے دربار میں زنجروں میں جکڑے ہوئے مر جھکائے کھڑے ہیں۔ اور عالمیں، سہیں اور محظیاں اس بخش کے دربار میں بے مقنع و چادر کھڑی کی بھی ہیں۔ جبھی تو ابڑاہ سرد کھینچ کر فرمایا کرتے تھے۔

أَفَلَا ذَلِيلًا فِي دِمْشُقَ كَابَتِي
إِنَّ الرَّبَّنِيَّهُ عَبْدُ غَابِ عَنْهُ نَصْرِيُّو

ریاضی

بیدا ہوئے دنیا میں اسی غم کے لئے
روتا ہی جلا ہے، چشم پر کنم کے لئے
ہم کو دنعتیں خدا نے دی ہیں
انھیں رونے کو، ہاتھ ماتم کے لئے
(مسیرائیں)

کو خدا کی کتاب اور سنت نبیؐ کی طرف دعوت دیتا ہوں کیونکہ سنت نبیؐ ملادی
مگئی ہے اور بدعوت زندہ کردی گئی ہے۔ جو میری بالوں کو قبول کرے گا، اسے
راہ راست کی ملایت کروں گا۔

حضرت نے کوفہ والوں کے خط میں اس طرح بیان فرمایا۔ ”فَلِعُمرِي
مَا أَدْهَمُ إِلَّا عَوْمَلٌ بِالْكِتَابِ وَالْأَنْجَذِبَ لِلْقَسْطَنْطِ وَالدَّائِشَ وَالْحَقَّ
وَالْمَالِكُونَ نَفْسَهُ عَلَى ذَاتِ الدِّينِ“ (کامل ابن اثیر ۲۴۷) خداوندی قسم امام تو
بس کتاب خدا پر عمل کرنے والا، عمل و انعام کرنے والا جتنی کی پیروی کرنے والا،
اوپر خدا کی خوشیوں کی خاطر اپنے کو وقت کرنے والا ہوتا ہے۔ یعنی جس میں یہ صفات
ہوں صرف وہی لوگوں کا امام ہو سکتا ہے جس میں یہ صفات نہ ہوں وہ لوگوں کا
امام نہیں ہو سکتا۔ یہ زینت معاویہ کو خلافت کا کوئی حق نہیں ہے۔

جب حضرت کرملہ کے نزدیک برضہ "نای مقام پر سوچے اور خدا کا مشکر آپ کے محاصروں کے لئے اچھا تھا۔ آپ نے اپنے اور جنم کے مشکل کو منطبق کر کے فرمایا۔ "من راًی سلطاناً جائزًا مستحلاً الحرام اشد ناکشا عهده مخالفًا سننة رسول الله ي العمل في عباد الله بالاشتم والعدوان فلم يقير عليه بيفعل ولا يقول كان حقا على الله ان يدخله مدخله" (الاشرات ۳۱، ۱۱) جو شخص خالم وجبار با شاه کو دیکھ جو حرام خدا کو حلال کر سا ہو، خدا کی عمد و پیمان کو نیوٹر ہا ہو، رسول حرام کی سنت کی مخالفت کر ہا ہو۔ بند کان خدا کے وہیان گناہ اور رکشی سے حکومت کر ہا ہو۔ اور وہ اپنے عمل اور قول سے اس با شاه کی مخالفت کرنے اور حالات کی اصلاح کی کوشش نہ کرے تو خدا کے لئے متواڑ ہے کہ اس کو بھی اس با شاه کے ساتھ ہمیں مداخل کر دے۔ اس کے بعد حضرت نے زیدی حکومت کے بارے میں فرمایا! ان لوگوں نے خدا کی اطاعت ترک کر دی ہے اور شیاطین کی بیرونی کر رہے ہیں۔ فدا کر بڑھا دے اور ہے ہیں اور اونکام الہی کو معطل کر رہے ہیں۔ سیست المآل کو اپنے ذائق اغراض کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ حلال و حرام خدا کو بدل رہے ہیں۔

میدان کریلا میں امام حسین علیہ السلام نے پہنچ خطرے میں ارشاد فرمایا :
 الاترونَ إِلَى الْحَقِّ لَا يَعْمَلُ بِهِ وَإِلَى الْبَاطِلِ الْأَبْيَاطُ هُنَّ عَنْهُ لَيُوعَذُ
 الْمُؤْمِنُ فِي رِقْلَوْاللَّهِ فَإِنَّ لَكَارَيَ الْمُوتَ الْأَسْعَادَةُ وَلَا الْحَيَاةُ
 مَعَ الظَّالِمِينَ الْأَبْيَامَ رَتَابَخَ طَبَرِي ، ۲۰۰) کیا تم لوگ ہمیں دیکھ رہے ہو
 کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور باطل سے کنارہ کش نہیں ہو رہے ہیں ان حالات
 میں سزاوار ہے کہ مرد من خدا سے ملاقات کی تنکارے کیونکہ ان حالات میں موت کو
 سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کو زلت جانتا ہوں ۔

اس بن پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے عظیم الشان اور عظیم الشال قیام جو رجب سنه میں شروع اور محرم سنه میں امام حسین اور ان کے اصحاب و اعوان کی شہادت پر نظر ہر اختمام پذیر ہوا۔ کام مقصودیہ تھا کہ وہ حقیقی اسلام کو حبس میں تبدیلیاں کر دی کجھی تھیں اور یہ زیدی حکومت اس کو لوری طرح نابوکرنا چاہتی تھی۔ حیات جدید و نیا چاہتے تھے اور اپنے جدی کی امت کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔

شہداءِ عَلیٰ نَامِ حَسَنٍ

پیش کرنے لگے۔ سب سے پہلے جس جری نے میدان شہادت و عزیمت میں قدم رکھا
وہ امام حسین بن علی علیہما السلام کا جوان سال فرزند شیرازی رسول حضرت علی بن
الحسین علی اکبر علیہ السلام تھے۔

حضرت علی اکبر علیہ السلام دادیوال اور تائیں وال دو لوگ طرف سے عظموں
کے شاہکار ہیں دادیوال توہر لک کے لئے واضح ہے اور تائیں وال میں آپ کے ناما
جانب عورۃ بن سعو تحقیق اسلام کے چار سزاداروں میں ایک سزادار ہیں۔ ان حضرت
نے ان کو کبھی مصاحب تھیں، کبھی میں ان حضرت عسکری اور کبھی سردار اسلام قرار دیا ہے۔
(اسد القابہ اسراء - نفس المہوم ر، ۲۰)

جب بحث علی اکبر علیہ السلام عازم میدان شہادت ہوئے تو قدر است
نے آپ کو حلقوں میں لے لیا۔ اس لئے وہ دیکھر ہی تھیں کہ ان کی ایسا دل کا سہماں لوٹ
رہا ہے۔ ان کا مدگار رخصت ہو رہا ہے۔ یہ چاندی صورت خون کو درجہ دالی
ہے۔ شیرازی غیرین سے جد ہو رہے ہیں۔ سب کی ذہلوں پر جملہ تھے۔ "ارحم
غورینا" ہمارے غربت پر حرم کرو۔ تمہاری جعلی تائی گھوٹے پر
جاتا ہے اکبر خیر سے باہر آئے اور امام حسین علیہ السلام کے "لاحق" تائی گھوٹے پر
سوار ہو رہے۔ یہ دیکھ کر امام حسین علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ لیش مبارک
آنسوؤں سے تر ہو گئی دعا کے لئے ہاتھ بلند ہو گئے۔ پروردگار اس قوم پر کوہ رہنا وہ
جو ان جارہا ہے جو رسول خدا سے سب سے زیادہ مشابہ تھا۔ جب میں
رسول نبی کی زیارت کا مشتاق ہوتا تھا تو اس بڑا کو دیکھ لیتا تھا۔ ..

میدان میں قدم رکھا یہ زیارتی سپاہی نے کہا۔ "آپ یہ زید کے رشتہ داریں
آپ رشتہ داری کا خیال کریں اگر آپ چاہیں تو آپ کے لئے امان حاصل کریں۔ آپ
نے فرمایا۔ رسول نبی کی رشتہ داری کا خیال رکھنا زیادہ ضروری و واجب ہے"
(مفت المقرر ۲۱۱)

دی مراجح ہر دور میں ہے کہ ذاتی قربت اور تعلقات کو دین پر تنیج
دی جاتی ہے۔ آپ نے اس طرح بڑھ پڑھا۔
اتا علی بن الحسین بن علی۔ دیت اللہ اولیٰ بالذی۔
یہ حسین بن علی کا فرزند تھا ہوں۔ خانہ کبھی قسم ہم رسول خدا میں سب
سے زیادہ نزدیک ہیں۔

کبھی میں پرچم لکرتے تھے تو کبھی میسر و پرتو شپڑتے تھے جو بھی آپ
کے سامنے آتا تھا لاک ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۲ آدمیوں کو اسلی چینم کیا جائے۔
اور جب پیاس کی شدت میں بے پناہ انسان ہوا۔ تارہ دم ہونے کے لئے تھیق پاپ
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیٹے کرپیا سادیکم کرام حسین علیہ السلام سے ضبط
ہے ہر سکا اور آپ رونے لگے۔ فرمایا۔ وہ نوشام۔ تمارے
جد رسول خدا تم تو سب راب کریں گے۔ زبان منہ میں دی اور عصراً لکھشہر مبارک ہے۔

حضرت رسول خدا اور ان کے دین اسلام کی حفاظت کا جو وعدہ جناب
ابوالطالب علیہ السلام نے کیا تھا اس کے واضح نمونے ہر دوسرے نظر آتے ہیں۔ جب بھی
اسلام پر کوئی وقت پڑا تو حضرت ابوالطالب علیہ السلام کی اولاد سیدہ سپر ہو گئی۔
ہر طرح کی سختیاں اور مشکلات برداشت کیں۔ قتل و در بدھی... کو قبول کی مگر
اسلام کی حفاظت میں کوئی ہی نہیں کی۔ صدر اسلام میں جناب علی اور حضرت عفر
طیار ہی فدا کاریوں سے کون واقع نہیں ہے کون سامنہ مان ہے جو ان لوگوں نے سر
نہیں کیا اور کون سامنہ ہے جو ان سینہ پر نہیں ہے۔ یہ دونوں ہی حضرات
حضرت ابوالطالب علیہ السلام کے نور نظریں اور ان کی فدا کاریوں و جان شاریوں
کی مکمل تصویر ہیں۔ کربلا کے میدان میں جگہ حکم حضرت ابوالطالب علیہ السلام کی
قربان و فداواری کے نمونے نظر آتے ہیں۔ کربلا کے تمازنی واقع میں خاندان تباہ کم
سے جن لوگوں کو شہادت کا شرف نسبت ہوا وہ سب ہی حضرت ابوالطالب کے
چن کے کل تمازن ہے۔ ذیل میں انہیں مکل تمازن کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آج دنیا میں ہمہ
بھی اسلام کا نام ہے وہ انہیں کی قربانیوں کا اثر ہے۔ جن اسلام کی تمازنی
انہیں چھوڑوں کی بنای پڑے۔ یہ بات ذہن میں پڑے یہ صعنون حاصل مطالم ہے۔
تحقیق نہیں ہے اس بنای شہداء کی ترتیب اور شہداء کے نام اور تعداد میں
انخلاف ہو سکتا ہے۔ ذیل میں ایک مختصراً کا بعد میں قدر تفصیل پیش کرتے
ہیں۔

حضرت عقیل بن ابی طالب کے فرزند۔ عبد الرحمن بن عقیل۔ عفر بن
عقیل۔ محمد بن ابی سعید بن عقیل۔ عبد اللہ بن مسلم بن عقیل۔ محمد بن مسلم بن عقیل۔
حضرت عفر طیار ابن ابی طالب کے فرزند۔ عون بن عبد اللہ بن
عبد اللہ بن عفر۔ محمد بن عبد اللہ بن عفر طیار۔
حضرت علی بن ابی طالب کے فرزند۔ عبد اللہ بن علی۔ عفر بن علی۔
عمان بن علی۔ عباس بن علی۔ ابی بکر بن علی۔
حضرت حسن بن علی بن ابی طالب کے فرزند۔ ابی بکر بن حسن۔ قاسم بن حسن۔
عبد اللہ بن حسن۔ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کے فرزند۔ علی بن الحسین علی ابی
عبد اللہ بن الحسین (علی اصغر)۔

حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند۔ حضرت حسین بن علی علیہم السلام۔
اگر مسلمہ نسب کے ساتھ شہداء کے نام لکھے جائیں تو ہر سکل حضرت
ابوالطالب علیہ السلام پر ختم ہو گا۔
جب شمع المامت کے روشنی انسار و احباب شمع المامت کی حفاظت میں
اپنی خلصانہ قربانیاں پیش کر پکے اور شہادت کے غظیم درجہ فائز ہو چکے اس وقت
اعزاز میدان شہادت میں آتے اور جو جنت خدا، امام وقت کی حفاظت میں قربانیاں

صداقوں کی بلندیاں، غلطتوں کی چٹان۔ یہ بلندیوں کے شاہکار حسین
ہیں۔ جوانانہ بحثت کے سردار۔

ان کے بعد ان کے بھائی "جعفر بن عقیل" میدان میں لئے اور فرباتے لگے۔

"یہ طلبی اور اطمینی جوان ہوں۔ یہ حسین پاکیزہوں میں پاکیزہ ترین ہیں۔"

اس کے بعد "عبداللہ بن عقیل" میدان میں آئے۔ جنگ کرتے رہے ہیں تک
کہ خون سے پورپور ہو گئے اور گرفتے۔ عثمان بن خالد کی قیمتی نے شہید کر دیا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے فرزند: اب کو "عبداللہ اکبر" بھی کہا جاتا ہے
لما وقت اور وین حق کی حفاظت میں جان کا نذر الدین پیش کروایا۔

آپ کے بعد آپ کے بھائی "جناب قاسم بن الحسن" آگے بڑھے۔ جب امام حسین
علیہ السلام کی اظراپ پر پڑی گئے سے لگایا اور رونے لگے۔ دلوں رو رہے تھے اُن تو
خسار پر گر رہے تھے۔ اس انداز سے میدان کی طرف چلے کہا تھا میں تواریخی بدن پر فرن
پر اہن تھا۔ پیر دل میں نہیں تھی جس کا ایک تمدود ہوتا ہوا تھا۔ یعنی نہ زرہ تھی اور نہ
جنگی برتاؤ۔ بے مردمانی کے باوجود شہادت کا شوق کس قدر تھا اور اس عالم میں بھی
شیاعت کا یہ عالم تھا کہ نہ قدم لٹکھا رہے تھے اور نہ ہاتھ لڑا رہے تھے۔ فوج کی کثرت
سے دل میں ذرا بھی خوف و ہراس نہیں تھا اور زبان پر یہ رجز جھتا۔

آخر تم لوگ مجھے بڑھانے ہو تو میں رسول خدا کے فرزند نے کاپیا ہوں۔ یہ حسین
تمامی باتیں اپنے اسیں اسیں کو کر رکھے گئے ہیں۔ تم اہنسیں پانی بھی ہنسیں پلارہے ہو۔

اور بھی اس طرح پڑھا۔

"میں قاسم ہوں۔ علی کی نسل سے ہوں خانہ کعبہ کی قسم ہم بھی اسے بہت زیادہ
زندگیں ہیں۔ شر اور ابن زیاد ان سے دور ہیں۔" حیدر مسلم کی روایت کے

طابق بھر ایسا جو ان میدان میں آیا جو جانڈ کا تکڑا معلوم ہوتا تھا۔ ہاتھوں
میں تواریخی اور بدن پر پڑیاں۔

ایک طرف یہ عالم تھا اور دوسری طرف سنگ ولی کا یہ عالم تھا کہ عمر و بن
سعد بن فضیل الازدي نے چاروں طرف سے جلد کرنا شروع کیا اور سر طرف سے پھرزا
تگ کرنے لگا۔ حمید بن مسلم نے عمر سے پوچھا۔ کیا الارادہ ہے تم اس جوان سے ساختہ کیا
کرنا چاہتے ہو۔ لتنے لوگوں کی کیا اہمیت۔ ؟ کہنے لگا زبردست حملہ کروں گا۔

اس نے جناب قاسم کے سرپرلاں زور سے تواریخ سے جملہ کیا کہ منہ کے بل گرفتے اور آواز
وی "یا عسادہ" ہائے چاچا جان۔ امام حسین علیہ السلام نے آواز سی اور دوڑتے
ہوئے چلے بڑھ کر عمر پر حملہ کیا اس نے ہاتھ بردا رکھا۔ ہاتھ جدا ہو گیا۔ اتنی زور
سے چھا کر اس کے ہاتھ کے دیس سارا لشکر آگیا۔

جب غبار چھٹا گردی ڈھنی۔ امام حسین علیہ السلام جناب قاسم کے سر ہلنے
تھے اور جناب قاسم ایڑیاں رکھ رہے تھے اور امام حسین لڑو پڑھ رہے تھے۔

تمامی بھائی پر بہت شاق ہے تم ان کو نکارا و اور وہ جناب ندوی سے میں اور جب
آئیں تو تمہاری مدد نہ کر سکیں۔ اہ دشمن تھس قدر زیادہ ہیں۔ اور مدد کا رکھتے
کم۔ امام حسین نے جناب قاسم کو اٹھایا ہیسے سے لکایا۔ پیر زین خطا دے

لے تھے۔ امام حسین نے جناب قاسم کو جناب علی اکبر کے پہلویں لڑا دیا۔

میں کچھی جناب علی اکبر میدان میں طلب اس ائمہ ارشادی کے عالم میں دوسو گوں کو قتل
لیا۔ میرہ بنا منقد بحدی نے کہا۔ سایہے عرب کے کنہ میرے ذمہ اگر میں اس کی ماں
کو قتلہ نہ کروں۔ اس نے ایک تیزہ لپشت پر بارا اور توار سرپر باری جس سے سرٹکافٹ
ہو گیا کھوٹے کی کوڑن میں باہیں ڈال دیں۔ تھوڑا مقتل کی طرف لے گیا جہاں دشمنوں
نے جناب علی اکبر کو توار در میں تھکرے تھکرے کر دیا۔

اکٹھے بلند آواز میں صدادی۔ بیا ایتاہ علیک فتحی السلام
بایا میرا اسلام قبول ہے۔ یہ سامنے نما رسول خدا ہیں اور مجھے سراب کر رہے ہیں اور فرم
لیجے ہیں کہ آپ کے لئے بھی جام آب تیار ہے۔ امام حسین علیہ السلام جوان کے لائشے
پر پہنچنے اور گر پڑنے۔ خسار پر خسار رکھ دیا اور فرباتے لگے۔ اب تیرے احمد زنگانی
دنیا پر فنا ک۔ یہ روک خدا کے سلسلے میں کتنے سوریہ ایسا لوگوں نے کس طرح رسول کی

حرمت کیا ہاں کیا ہے۔ تمہارے جد اور تمہارے بایا کے لئے یہ بات نہایت سخت ہے۔
تم ان کو بیان اور وہ تھا کہ مدد نہ کر سکیں۔ اس کے بعد امام حسین علیہ السلام
نے علی الکبر علیہ السلام کا پاکیزہ خون چولیں لیا اور اسمان کی طرف پھینک دیا ایک قطرہ
بھی واپس نہ آیا۔ امام حسین علیہ السلام آنسو دوں کر روک نہ سکے سیخے سے پتوں
کو بلا یا اور جناب نے قتل سے انجھایا۔

خیمہ میں حضرات ہوئیں نہماں لاشہ کو دیکھ کر ضبط نہ کر سکیں۔ مدد سیند پیٹنے
لگیں ایسا لگت تھا غم سے لگیج پھٹت جائے گا۔ سب سے اسے جناب زینب بنت دھاریں
ماری ہوئی اسے بڑھیں اور اپنے آپ کو لاشہ پر گرا دیا۔ سیونکہ وہ دیکھ رہی تھیں کہ لکھر کا پرلے
گل ہو گیا۔ رو قیس رخصت ہو گئیں۔

طیبی اور خوارزمی کی روایت کے مطابق غم کے مابین سمجھی عورتیں خیر سے
باہر نکل آئی تھیں۔ فاہر ہے غم ہی اتنا بڑا تھا کہ سبھر کرنا ناممکن تھا۔

عبداللہ بن مسلم: اس کے بعد جناب عبد اللہ بن مسلم بن عقیل میدان میں لئے
لواز سے تھے۔ اب جناب عقیل کے پوتے اور حضرت علی علیہ السلام کے

متعدد حملہ کے یزید بن الرقاد الجھنی نے تیر کا نشانہ لیا۔ اپنے ہاتھ سے روکنی
چاہا ایک حملہ تھا سخت تھا کہ تیر کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی پیشان بھی پیوست ہو گیا۔
کو شش کے بعد بھی ہاتھ الگ ہجوسکا فرمایا۔ خدا کو اہ بہتان لوگوں نے میں مژوڑ
جانا اور ہیں ذیل گوڑانا جس طرح انہوں نے ہمیں قتل کیا انہیں بھی قتل کر۔ ابھی یہ
دعا کریں ہے تھے کہ ایک شقی نے سینت پر ایسا یزوہ مار کر سنبھل رکسکے۔

فرزندان جناب عقیل و عقیل: اس کے بعد جناب جنوبی طیارا و جناب عقیل
امام وقت جب تھا، فرزند رسول، نوزن ظریزہ رہاء کی حفاظت کرتے رہے، اور
بارگاہ حق میں شہادت کا ہر بیش کرتے رہے۔

کبھی جناب "عون بن عبد اللہ" میدان میں اسے تکمیلی ان کے بھائی جناب
"محمد بن عبد اللہ" میدان میں آئے کبھی جناب "عبد الرحمن بن عقیل" یہ رجز پڑھتے
ہوئے میدان میں آئے۔

"میں فرزند عقیل ہوں۔ میری نزلت کو پہنچانے۔ میں خاندان ہاشم کا فردوں

ہی دشمن ہیں اور ہر ایک ان کے خون کا پیاسا ہے۔ جناب عباس علیہ السلام ان کو سمجھاتے ہیں۔ خدا کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ انتہت کا خوف دلاتے ہیں۔ ایک جانی دشمن کی اصلاح اس سے انعام لینے سے سہرپی ہے۔ واقعہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کا دل کنائیں سمع تھا اور لوگوں کی اصلاح کی کمی زیادہ منکر ہی سمجھی ایک لمحے کے لئے بھی ذاتی مفارکہ دن پر ترجیح نہیں دی۔ ایک بات اور واضح ہوتی ہے۔ وعظ و نصیحت، تبلیغ و ارشاد میں اپنے ذرائع کو پیش نظر کرنا۔ اثر یوگا تو کیا کہنا ورنہ اپنی ذمہ داری پوری ہو گئی۔

عمر بن سعد کو مقاطعہ کر کے فرمایا۔ یہ سبین ہیں، بنت بنی کے فرزند ہیں، تم نے ان کے اصحاب اور اعزاء کو قتل کیا ہے۔ ان کے اہل و عیال پیاسے ہیں۔ ان کو پانی سے سیراب کر دو، ان کے دل پیاس سے کباب ہو لے ہیں۔ اس کے ناویروہ یہ کہہ رہے ہیں تم مجھے چھوڑ دو، میں تمہارے لئے عراق اور جازخانی کئے دیتا ہوں اور ہندوستان یا روم چلا جاتا ہوں۔“

لشکر براس کا اثر ہوا یہاں تک کہ بعض سپاہی رونے لگے۔ لیکن شرطیون نے ہجھ کر کر کہا۔ اے فرزند القدر! ابا اگر ساری دنیا پانی پانی ہو جائے اور ہمارے اختیار میں ہوت بھی تم لوگوں کو ایک قطرہ نہیں دین گے۔ مگر یہ کہ بیزید کی بیعت کر دو۔“

جناب عباس علیہ السلام والپس آئے بھائی سے باتیں بیان کیں۔ پیاسے بیجوں کو ترشیت بلکہ دنیخا تو قربن ہاشم سے برداشت نہ بوسکا غیرت ہاشمی نے بے چین کر دیا۔ ٹوڑے پر سوار ہوئے ہٹک لی، میدان کا رخ کیا، چار ہزار سا ہوں نے ٹیکلہ تیر کو تیر کرنے لگے۔ لیکن کثرت سے فرا بھی ہر انسان نہ ہو گئے۔ اس بھیڑ کو ہٹاتے ہے۔ پرجم الحمد! اپ کے سر اقدام پر لبرار اتنا۔ لوگوں کو یہ میرزا کن اشکل ہو گیا تھا۔ رحمت عباس میدان میں ہیں یا حضرت علی مرتضیٰ جنگ کر رہے ہیں۔ علی کا لال تکمیل کرو۔ حسن کا عالم یہ تھا کہ لوگ مرتضیٰ ہاشمی ہامشم کا چارہ کھتے تھے۔ چاوت کا عالم یہ تھا کہ دو رکابہ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے پر بھر بھی پر زمین پر خط ریتی تھے۔ ہمت کا عالم یہ تھا کہ فوج کی کثرت سے ذرہ برابر ہر انسان نہ ہوتے تھے۔

اعزاء و اقارب بھائی بھتیجوں کی شہادت اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی تہذیبی جناب عباس علیہ السلام کے لئے ناتابل برداشت ہو رہی تھی۔ بخوبی کی العطش اعطش کی صد اسی دل کو برباری تھیں۔ وہ امام حسین علیہ السلام سے خصیق تولیاں تھیں تاکہ اپنے آپ کو امام حضرت وقت پر قربان کر سکیں۔ اور امام حضرت عباس امام حسین کے لئے بہترین ذمیرہ تھے۔ جن کے رعب و دیدہ سے دشمن سہبے ہوتے تھے۔ اور اہل حرم مطمئن ہستے تھے۔ جب جناب عباس نے ایا زت طلب کی امام حسین علیہ السلام نے درد بھرے ہیچے میں فرمایا۔“ساخت انت صلحب لوائی،“ بھائی تم تو میرے علمدار ہو، دل کی دھنارس ہو، لشکر کی لشائی ہو۔

فرزند حضرت علی بن ابی طالبؑ: جب بھی ہاشم یکے بعد دیگر سے ابو الفضل العباس علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا۔“جان بادر اگے ٹھوڑے اپنے آقا و سردار کی حفاظت کر دو اور دیکھو جب تک شہید نہ ہو جاؤ اس کے سامنے سے ہٹنہیں۔“ آج کسی کو اپنی جان کی فکر نہیں ہے۔ تکرہے تو بس یہ کسی طرح امام وقت کی جان بچے جانے اور ہماری زندگی ان کی حفاظت میں کام آجائے۔ یہ سننا تھا کہ جناب عباس علیہ السلام کے بھائی میدان میں آئے۔ سمجھی جناب“عبد اللہ بن علی“ میدان میں آئے اور“ہان بن ثابت حضیری“ نے ان کو شہید کہا۔ ان کے بعد جناب“عیض بن علی“ میدان میں آئے اور“شہزادوں کے طلاق“ قرقی صاحبؑ نے ایک تیربارا جو پیشان یا آنکھ پر لگا ہیں کی بتا پر اک پکوٹ سے کر رہے۔

آپ کے بعد جناب“عثمان بن علی“ میدان میں آئے (مولائے کائنات حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے آپ کا نام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآل وسلم کے سہت ہی محبوب صحابی جناب“عثمان بن ظعون“ کے نام پر رکھا تھا جناب عثمان بن ظعون پہت ہی جلیل القدر صحابی تھے۔ دن روزہ میں اور رات عبادت میں بس کر رہے تھے اور آپ ہی سب سے پہلے جنت البیض“ میں دن کے کئے گئے تھے جناب شیخ عباس تھی کی روایت کے طلاق رسول خدا نے آپ کے اتفاقاً کے بعد اپ کا سارہ لیا تھا) خوشی تھی نے پہلو پر اساتیر مارا کہ گھوٹے پر سنبھل نہ سکے زمین پر رکنے اور“بنی وارم“ کے ایک شخص نے شہید کر دیا۔

حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام: جناب عباس علیہ السلام کے حضیرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے حملات تھیں جو قلمقوہ قرار ہے کہ کس طرح حسین کے چیتے بھائی عسکون دل زینت اسے اہل حرم، علیہ را لشکر کی حالات تکمیل کرو۔ حسن کا عالم یہ تھا کہ لوگ مرتضیٰ ہاشمی ہامشم کا چارہ کھتے تھے۔ چاوت کا عالم یہ تھا کہ دو رکابہ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے پر بھر بھی پر زمین پر خط ریتی تھے۔ ہمت کا عالم یہ تھا کہ فوج کی کثرت سے ذرہ برابر ہر انسان نہ ہوتے تھے۔

اعزاء و اقارب بھائی بھتیجوں کی شہادت اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی تہذیبی جناب عباس علیہ السلام کے لئے ناتابل برداشت ہو رہی تھی۔ بخوبی کی العطش اعطش کی صد اسی دل کو برباری تھیں۔ وہ امام حسین علیہ السلام سے خصیق تولیاں تھیں تاکہ اپنے آپ کو امام حضرت وقت پر قربان کر سکیں۔ اور امام حضرت عباس امام حسین کے لئے بہترین ذمیرہ تھے۔ جن کے رعب و دیدہ سے دشمن سہبے ہوتے تھے۔ اور اہل حرم مطمئن ہستے تھے۔ جب جناب عباس نے ایا زت طلب کی امام حسین علیہ السلام نے درد بھرے ہیچے میں فرمایا۔“ساخت انت صلحب لوائی،“ بھائی تم تو میرے علمدار ہو، دل کی دھنارس ہو، لشکر کی لشائی ہو۔

عرض کیا، ان منافقین سے میرا دل بھر گیا ہے۔ میں ان سے بدلتا لینا چاہتا ہوں۔ امام حسین نے فرمایا۔“ اپنے جاؤ بخوبی کے لئے پانی لاو۔“ جناب عباس علیہ السلام میدان میں گئے۔ وعظ و نصیحت فرمائی۔ خدا کے عذاب سے ڈرایا اس کا کوئی خام اثر نہیں ہوا (اس عالم میں جبکہ ہر طرف دشمن

امام حسینؑ نے اس کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور شکر والوں سے کہا۔ اگر تم مجھ پر حرم نہیں کرتے تو تم اس بخچے پر تو رحم کرو۔“ یہیں کون حرم کرتا، اور ملتے تیربارا اور پڑھتے باب کے ہاتھوں پر ذمہ ہو گیا۔ امام کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ فرمایا ”فدا یا میرے اور اس قسم کے دریان، فصلہ کو نا۔ ان لوگوں نے ہمیں بلا یا تھا کہ ہماری مدد کرنے گے۔ یہیں ان لوگوں نے ہمیں قتل کیا۔ ایک انسان اور اُن حسینؑ اس کو دادع کر دو اس کے لئے جنت میں ایک دامؑ معین کرو گے۔

امام حسین علیہ السلام گھوڑے سے اترے تو اس کی لوبک سے قبر تیار کی اور خون میں ڈوبے ہوئے علی الصغر کو اس میں دفن کر دیا۔
اب اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کی رحلت کا منتظر ہے۔

حضرت رسولؐ خدا اور واقعہ کربلا

یعقوبی کہتا ہے: سب سے پہلے مدینہ میں جس نے حسینؑ کی مصیبت پر نالہ فریاد بلند کیا اور پھر بکی ہمسراً تم سلام نہیں کیونکہ جس طرف میں پہنچا
نے ان کی رحیمؑ تربت رکھی تھی وہ اتم سلمہؑ کو ریا تھا اور ان سے فریبا
تھا: جب تعلق نے بھجے جبڑی ہے کہ میری امت حسینؑ کو قتل کرے گی اور اس تربت کو بھجے دیا ہما۔ پھر اپنے نے اتم سلمہؑ سے فرمایا: جب یہ خاک خون تازہ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حسینؑ قتل ہو چکے ہیں۔ وہ خاک اتم سلمہؑ کے پاس رکھی۔ جس وقت حسینؑ نے عراق کا سفر کیا (امم سلمہؑ اس خاک پر ہمیشہ نظر کھتی تھیں۔ ایک وقت دیکھا کہ وہ خاک خون میں تبدیل ہو گئی ہے تو فریاد کرنا شروع کیا۔ (واحسیناً
وَابنَ رَسْوَلِ اللَّهِ)۔ ان کی فریاد پر ہر طرف سے عورتوں نے بھی نالہ بلند کیا۔ نالہ فریاد سے شہر اس طرح گونج اٹھا کہ اس سے قیل ایسا نالہ کبھی نہیں برپا ہوا تھا۔
(تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۲۱۸ و ۲۱۹)

اب حجر نے ماتاً علی قاری سے صوات عن محترمؓ میں اور ابن احمد نے مسندر میں مختصر فرق کے ساتھ امثل کیا ہے اور ردایت کیا ہے کہ وہ تربت امام حسینؑ کے قتل گاہ کی زمین کی تھی۔ (صوات عن محترمؓ ص ۱۹۱)

جناب رسولؐ ساتھی کثیر تعداد میں احادیث ملتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول خدا نے تمام واقعات بیان کر دیتے تھے اور ان کے قاتلوں کا انجام بھی بیان کر دیا تھا۔ اب نہیں معلوم بعض حضرات کیوں واقعات کر بلکہ ذکر سے گھبرا تے ہیں، اس سنت رسول خدا علی نہیں کرتے؛ تذکرہ کرنے والوں یہ طرح طرح کے اعتراض کیوں کرتے ہیں؟

باقیہ علم ہونے کے بعد جناب عباس علیہ السلام کی بڑات دہشت میں فرقہ نہ آیا تھا اسی ہی تھی کہ کس طرح یا ایم حسینؑ اور ان کے چوتھے بیک سہوئے تھے۔ آپؑ آگے بڑھتے رہتے ہیں کہ حیثم بن الطفیلؑ نے دہشت کی اڑسے مدد کیا اور اپنے کامیاب شانز عجمی جدہ ہو گیا۔ پھر حاروں طرف سے ٹمبوں نے گھیریا، ہر جا بستے تریز نے لگے۔ ایک تھنا عباسؑ اور دہ بھی دلوں ہاتھوں سے محروم اور ہر طرف سے تریز کی بارش۔ یکسے تین کالیں اور کس طرح جملہ رہ کیں مشکل پر تیر لگا، سینہ پر تیر لگا۔ ایک لیعنی نے مرقد اس پر گزرے والگیا۔ سر شکانہ موگیاں گھوڑے سے زمین پر نہ معلوم کس طرح آئے ہوں کے ہاتھ تک پہنچتے تھے۔ آواز دی ”عَلِیٰكَ مَنِّي السَّلَامُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ“۔ امام حسینؑ آئے۔ نہیں معلوم امام حسینؑ اس طرح آئے۔

قرت ارادی لے آئی یا بھائی کی محنت کھینچ لائے۔ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام جناب عباسؑ کے نزدیک سہوئے۔ اپنی عظیم ترین قربانی کو حاک کر لے پڑن خون دکھا۔ ہاتھ کے ہوئے، جسم کی کٹیں مٹکے ہوئے۔ سرپارہ پارہ۔ امام حسینؑ کی نکاحوں نے یہ منظر کس طرح دیکھا ہو گا اور کس طرح دل نے تہبر کیا ہو گا۔ امام حسینؑ کی زبان مبارک پر یہ لوح تھا۔ ”وابساہ: آلان، انکسر طبری و قلت حیلیتی“ ہائے عباسؑ! اب میری کمرٹوٹ گئی۔ تیر چیات ختم ہو گئی۔

امام حسین علیہ السلام جناب عباس علیہ السلام کا لاش نہیں لائے۔ شاید یہ جناب عباسؑ کی غلطت کی بنا پر ہو کر ان کا روشنہ مسئلہ ہو۔ جس طرح لشکر کیس ان کی حیثیت متاز تھی ان کا وضع بھی متاز حیثیت کا حامل ہو۔ لوگوں کی مرادوں کا مرکز ہو۔ ہر ایک کی حاجتیں لوڑی ہوں صقوف مانگ کے درپے نیارت کوئی روندہ کی جلاست سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ میدان تیامت میں حضرت عباسؑ کی عظمت و منزلت کیا ہو گی۔

امام حسین علیہ السلام علی گین، شکستہ حال، روٹے ہوئے خیمن کی طرف چلے جاتے تھے اس سینے سے انسن پوچھتے جاتے تھے اور آواز دیتے جاتے تھے۔ اما مدن مغیثت یغیثتا۔ ہے کوئی ہماری مدد کرنے والا۔ ہے کوئی ہمارا ساخت دینے والا۔ ہے کوئی طالب حق ہماری مدد کرے۔ جناب سکینہ نزدیک آئیں اور اپنے پیچا کے باسی میں دریافت کرنے لگیں اور جب جناب زینبؑ نے حضرت عباسؑ کی بخوشیہ اس کی توجیح مار کر میں کرنے لگیں۔ ”والا خا واعباساہ“۔ اب تم روپتے تھے امام حسینؑ اور در ہے تھے۔

حضرت علی الصغریؑ جناب عباس علیہ السلام کی شہادت کا امام حسینؑ منتظر ہی کیا عجیب غم الخیز منظر تھا جب امام حسینؑ علیہ السلام در شیمہ پر نہما تھے۔ اور جو ہر نظر کرتے تھے۔ شہادت کے لاث نظر تھے۔ اور خیمہ سے روپتے تھی۔ آوازیں آتی تھیں امام حسینؑ نے آواز استغاثہ بلند کی۔ ہے کوئی ہماری مدد کرنے والا۔ آواز کا بلند ہرنا تھا کہ اب ہر ہم میں کھرام بڑا ہو گیا۔

سبط ابن اوزی نے تذکرہ المخاص ص ۳۴۳ اپنے تھا ہے۔

..... امام حسین علیہ السلام متوجہ ہوئے تو ایک پچے کے رونے کی آواز ای

حَكَ شِرْهَا - فَضْلَتْ

کو ذکر کیا جا رہا تھا تو کربلا کے صبر کا پہاڑ بزریز ہو چکا تھا۔ اسے جہر جھری سے آجھی اور
پیتابن سے کروٹ لی اور زیر زمین آگیا جسے صرف امام زین العابدین علیہ السلام کا طہینا و د
لیقین ہی قادر میں لاسکا۔ ائمۃ الحنفیہ کا یہ جانکار و اقدہ زین کر بلاؤ کی عظمت ثابت کرنے کے
لئے کافی ہے لیکن ہمیں ابتداء خلقت سے ہی اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ زین کر بلاؤ کو
دوسری زمینوں پر ترجیح دے اور فضیلت نجسی پہنچ پہنچا۔ باخوبی امام قاسم اول
حضرت امام باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: خلقُ اللہ عَلَیٰ اکْبَرُ لَا ذَلِيلٌ ان يَحْلُمُونَ
الْكَعْبَةَ بِأَرْبَعَةِ وَعِشْرُينَ الْأَفْلَقِ عَالَمَ وَفَتَّاهَا وَنَادَهَا عَلَيْهِمْ سَأَلَ
فَمَا زَالَتْ قَبْلَ أَن يَحْلُمُ اللَّهُ الْحَكَمَ مُفَدَّسَةً مُبَارَكَةً وَلَا
تَنْزَالُ كَذَالِكَ وَلَا يَحْلُمُهَا أَفْضَلُ أَرْضٍ فِي الْجَنَّةِ۔

دکال الزیارات، ابن قویہ ص ۲۲۷

ترجمہ۔ خداوند ہم نے کربلا کو کعبہ سے پویں ہزار سال قبل پیدا کیا اور اسے
مقبرہ اور بلاد بکرت قرار دیا کربلا کی یہ مذہلہ بیش کے لئے باقی رہے گی۔ خداوند عالم
نے اس سرزین کو جنت کی سب سے زیادہ بزریزین قرار دیا ہے۔

اب سوال یہ احتساب ہے کہ سرزین کربلا بزریزین
مساحت زمین کر بلاؤ : واسمان میں سب سے افضل سرزین ہے، ای
مساحت اور رقمہ کیا ہے؟ اس فی حرمت کی حد کیا ہے؟ یا اس کی حرمت صرف قبر
حسین علیہ السلام کی ضریح مقبرہ تک محدود ہے یا پورے شہر کر بلاؤ کی فضیلت شامل
ہے؟ اگر سامع معمونین اسے یہ سوال دریافت کریں تو اس کا جواب ہمیں باأسانی مل
جائے گا تو ایسے دیکھیں کہ ان سوالوں سے متعلق بیت علیہم السلام کی ارشادات ہیں:
صادق ال محمد امام جعفر الصادق علیہما ارشاد گرا ہے: حَمَّ حَمَّرَ الْحَسَنِيَّةَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ خَمْسَيْ فَرَاسِخٍ مِنْ أَكْبَعَةِ جَوَافِنِ الْقَسْبَرِ۔

دکال الزیارات ص ۲۲۸

ترجمہ۔ حرم قبر امام حسین چاروں طرف سے پانچ فرست (تقرباً)۔ ۳۰ کلومیٹر
ہے، مذکورہ حدیث سے ہم یہ تجوہ اخذ کر سکتے ہیں کہ کربلا ایک خاص مقام کا نام ہے
جس کے قرب مساحت کی حد سین ہے اور دینی کی کوئی زمین اس کے تقدیس اور
عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ گردہ زمین پر بارع نسبت جیسا کہ ہم غرض کرچکے ہیں۔
سرزین کربلا پوئے عالم امکان کی افضل پرتو سرزین ہے لیکن اس سرزین میں ہمی
جو بزری امام حسین کی قبر کے مقام کو حاصل ہے وہ کسی مقام کو نہیں۔ اس
فضیلت کا ذکرہ بمارہ المدد بنے بھی کیا ہے۔ اسماق بین عوام امام صادقؑ سے ایک
روایت اُنقل کرتے ہیں کہ اپنے ارشاد فرمایا: مَوْعِظَتُ قَبْرِ الْحَسَنِيَّةِ مَنْ عَلَىٰ
صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ مَا مَنَدِّيَّوْمُ دُفِنَ فِيهِ رَوْضَةٌ مِنْ رَيَاضِ
الْجَنَّةِ وَفَالَّمْ مَوْضِعُ قَبْرِ الْحَسَنِيَّةِ شُرْعَةٌ مِنْ تُرْعَ الْجَنَّةِ
(کمار الانوار، علامہ مجلسی ج ۱۰ ص ۹۱)

اصول تخلیق : یہ ہے کہ ایک ہی قسم کی خلوقیں میں ایک ایسی جنس کی دوسری
خلوقات پر فضیلت بخشی ہے مزید دعاوت کے لئے دوسرے افظون میں پورا کار
عالم نے فرشتے پیدا کئے جن میں حضرت روح القدس، حضرت جبریل اور حضرت
میکاپل کو دوسرے تمام فرشتوں پر فضیلت اور ترجیح دی ہے۔ یہی فضیلت
اس بات کا سبب ہے کہ حضرت روح القدس کو ائمۃ معصومینؑ کی حفاظات و تائید
کرنے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ وہ ہر وقت اور پر طبقاً بیت اطہار کی نہادت ہے
حضرت ہے ہیں۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرمؐ کو سارے انسانوں پر لور قرآن
کو دی جائی انسانی کتابوں پر فضیلت عطا کی۔ سلسلہ ابداء خلقت سے لیکر جنک جلا
آرہا ہے۔ ان فضیلتوں کے اسباب اور وجوہات کیا ہیں؟ یہ بات خیس کے علم رکھنے
والے کے علاوہ اور کوئی سہیں جانتا۔ یہ ان امرار اتنی میں سے ہے جن کے متعلق سوال
کرنے کا حق ملحوقات کو نہیں۔ یہ تو صرف خالق کائنات کی رہنا اور مخلوقات کے
تحت ہوتا ہے جس کا سمجھنا عقل النافی کے دائرہ سے خارج ہے۔ بہر حال مشیت
پروردگار نے یہجا ہا کہ زین کربلا اور تربت قبر امام حسینؑ کو دوسری زمینوں اور میون پر
فضیلت عطا کی جائے۔

فضیلت زمین کر بلاؤ : ترمذی اسی ساری طاقتیں شل ہو جاتی ہیں اور پورا کار
کے فضیلت کے سامنے ہر ہندہ نجده بزریزین کر بلاؤ کی عظمت پر برقاً اور ای لامباری اور
بے سماق اور کرتا ہے لما جب ارادہ الہی نے یہ فضیلہ کی کہ زین کربلا کو انسانوں سے ہی
زیادہ بلندیاں عطا کرے تو ایک ایسے عجیب انسانیں اس کام کو لانیا ہے یا کوئی کاشتا
نے بھی کاشم اور ان کے اصحاب باوقوف کے جذبہ قربانی و ایثار کا علم پڑھا ہے وہ سرزین کی
چہاں دین اسلام کوئی زندگی عطا ہوئی۔ چہاں غلامی کی زنجیریں، محروم تحریکے سے وکر
رہ گئیں۔ چہاں ایمان کو کفر و نفاق کے شکنخے سے آزاد کیا گی۔ چہاں حق و باطل کی
قدم جلک ایک ایسے سرحد پر پوچھی کہ باطل کے چیرے پر سے نقاہ ہٹا دیا گی اور
ایسا محکم ہوا گی یا وہ وقت کے چوبی پر بریز کو ہوا ہے اور اہل حق اس کی
پسی پر نوشان مناسب ہے ہیں اور اس کے افلس اور دیوالیہین کا تاثر دیکھ سے
ہیں زینک ان انسانی بلندیوں تک سوچنے کے لئے سرزین کربلا کو کچھ ایسے مناظر
بھی و لمحتہ پڑے جو شاید اگر کسی اور سرزین پر ظہوریں آتے تو وہ زمین پھنس کر
ٹھکرے ٹھکرے ہو جاتی۔ اس کربلا نے عنون دمجرہ جناب زینب کے کسن بخوبی کو ظالموں
کے ہاتھیں شہید ہوئے دیکھا۔ قاسم کے لاش کو پالا ہوتے ہوئے ویکھا، اعباس کے
بازوں کو فرات کے کنارے کیتے ویکھا، ابرا کے سینے میں برجی کی ان کو پوست ہوتے
ویکھا، بشیر خوار اصغر کیلام و جلد اتر طبلہ کامل کے تین چل کے ترکان شاد بنتے ویکھا،
زنجانی کیسے زمین کربلا ان منظام کو برداشت کر دیتی تھی لیکن جب رسول خدا کے نواسے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



الْمُتَنَظر

محرم الحرام سال ۱۴۳۳ھ

سوالات

سوالات حل فرائیں تاکہ آپ کو لقین ہو جائے کہ آپ نے المنتظر پڑھ لیا ہے۔

نام

عمر

رکنیت نمبر

پوراپتہ

پن کوڈ :

درج ذیل سوالات "المُتَنَظر" کے اسی شمارے سے کئے گئے ہیں امید ریکہ جناب عالی النشاء اللہ ہبھی فصت میں حواب روانہ فرائیں گے۔ صحیح حواب پر اس طرح ⑤ نشان لگائیں۔

سوال ۱ : امام جعفر صادق علیہ السلام نے کس دن صحرایں جا کر نمازو زیارت پڑھتے وقت قتل بغاہ کو اپنے سامنے مجسم کرنے کا حکم دیا ہے؟

روز عید الفطر روز عاشورہ الکیسوں رمضان

سوال ۲ : علامہ محلبی نے رابریح الاول کے اعمال میں کس کی قبر کی شبیر بنانے کا حکم دیا ہے؟

پیغمبر کرم امام حسین علیہ السلام معصومہ کوئی

سوال ۳ : بلند مرتبہ اور اعظم محدثین نے کس بات کو مورد بلند قرار دیا ہے؟

شبیہ بیت المقدس جانداروں کی شبیہ شبیہ ضریح

سوال ۴ : کس فرشتے کو انہم موصویں علیہ السلام کی تائید و حفاظت کا شرف حاصل ہوا ہے؟

حضرت میکائیل فطرس حضرت روح القدس

سوال ۵ : "خداؤندر عالم نے کربلا کو کعبہ محترم سے پہلی بزاریاں پہلے پیدا کیا۔" کس امام کا قول ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام امام محمد باقر علیہ السلام امام موسی کاظم علیہ السلام

سوال ۱۴ : تحریثت السید الشہد علیہ السلام کا حرم چواتوں جانب سے ...

تقریباً دکلو میر تقریباً بہ کلو میر تقریباً بہ کلو میر

سوال ۱۵ : کس سرزین کی مٹی ہر رونگ کے لئے شفاعت ہے؟

سرزین کربلا سردار امام زمان مسجد بنوی کی

سوال ۱۶ : امام حسین علیہ السلام کس کی اصلاح کے لئے نکلے تھے؟

امت اسلامیہ کی عربوں کی عام انسانوں کی

سوال ۱۷ : مکہ مغفرۃ الشرف لانے کے بعد امام حسین علیہ السلام نے کس کو خط لکھا؟

اہل بصرہ کو اہل کوفہ کو اہل شام کو

سوال ۱۸ : خلفاء راشدین کی اصطلاح کس نے ایجاد کیا؟

خود رسول خدا نے مفسرین و محدثین نے متکلمین و محدثین نے

سوال ۱۹ : جناب علی الکبیر کے نانا کون تھے؟

شاہ ایران یزد گرد عروہ بن مسعود ثقہ محمد بن ابی بکر

سوال ۲۰ : «واعتباساہ! آلان انکسو ظہری ...» کس نے یہ نصہ پڑھا؟

جناب زینتیہ نے زوجہ جناب عباس نے امام حسین علیہ السلام نے

سوال ۲۱ : کس بیوی کا دل، پنجتن پاک کے اسماء میں سے حسین کے نام پر دل بھرا تھا؟

حضرت ابراهیم حضرت ادم حضرت نوح

سوال ۲۲ : «أَتَأَقْتَيْلُ الْعَبْرَةِ» کس امام کا قول ہے؟

امام حسن علیہ السلام امام زمان علیہ السلام امام حسین علیہ السلام

سوال ۲۳ : امام جعفر صادق علیہ السلام نے آباد این تغلب سے کس علی کو "عبادت" فرمایا ہے؟

ائمہ کی بصیرت پر ایں بھرنے کو اہل بیت کی بصیرت پر رجیدہ ہونے کو آل محمد کے زوں کو پرشیدہ رکھنے کو

حوالیات ۱: ارسال فرمائیں تاکہ دوسرا شمارہ آپ کی خدمت میں ارسال کر سکیں اور اس کے لئے ہمارا جوابی لفاظ استعمال فرمائیں۔ اس پر لٹکٹ نہ رکھائیں۔ ہم یہاں اداکریں گے۔

حوالیات ۲: کوئی بڑھائیں تاکہ سب ہی لوگ امام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل کر سکیں۔ اور اس طرح امام عصر علیہ السلام کے تعلق سے ہم اپنی ادنی اذمہ داری لوری کر سکیں۔

منٹوٹ: رکنیت نہ رکھنا فرماؤشیں نہ کریں۔

رکنیت نہ رکھنے کے پتے کے ساتھ ہے۔ ہمارے بھیجے ہوئے لفاظ پر دیکھئے۔

ترجمہ۔ قبریں علیہ السلام کی مٹی ہر مردن کی دوڑا ہے اور جب تم اسے کھانا تو کھنا "بِسْمِ اللَّهِ وَبِإِنْسَانٍ" پروردگار اسے رخاک شفاء کو رزق دیتے۔ فائدہ بخشن علم اور ہر مردن سے شفاء قرار ہے۔ پیشک فرمہ چیز پر تقدیر ترکھنے والا ہے۔ چنانچہ قبریں کی مٹی یعنی فاک شفاء کو بخشنے کے آداب بھی ہمارے ائمہ نے تعلیم فرمائے ہیں۔

امام صادقؑ کی صحیحت : نے حسین بن ابی العلاء نصیحت فرمائی

الصَّلَاةُ الْأَكَدُ كَمْ يَهْتَرِيَ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (کامل الزیارات ص ۲۰۷) تھے۔ اپنے اولاد کو تربت بریں چکھا رکھ کم چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد کی اس لذتیں ملایت اہل بیت علیہ السلام سماج اے اور ان کے دل جذبہ محبت صیغہ سے ڈھرنکتے رہیں تو ہمیں چاہتے ہیں کہ انہیں تربت حسینی چکھاں کیونکہ اس میں شفاء ہے، اسی کے دریے رزق حاصل ہوگا اور اس کے ذریعے ہمارا اور ہمارے پتوں کا خوف امان میں بدلا جائے گا۔

خدایا! ہمیں توفیق کر امت فراکہ ہم زیارت قبر امام حسین علیہ السلام سے شرف ہوں اور اسی مقدس سر زمین پر میں مظلوم کے فرزند ارجمند امام زمان علیہ السلام کی قدم بوی کا شرف حاصل ہو۔

۰۰

باقیل: جواز رخصم و ضریح

سید النبی کی شبیہ ہیں۔ اس بنا پر مذکورہ روایتوں کا اطلاق فرضیہ ہمیں بونا چاہیے۔ مختص صورت کے۔

۱۔ دور سے زیارت کرنے کے لیے موصومین علیہ السلام کی هزار کی شبیہ بنائے ہیں کوئی ترجیح نہیں ہے بلکہ بلند مرتبہ اور اعاظم محدثین نے اس کو مور دیتے قرار دیا ہے۔

۲۔ شبیہ هزار کے لئے کمی خاص موارد یا خاص صفت و انداز کی ہر دو نہیں ہے بلکہ زمین پر صرف چار خط بھیجن کر اور ائمہ موصومین علیہ السلام کے اسم بدارک کا لکھ دینا ہمی کافی ہے تاکہ ذہن پوری طرح اس طرف متوجہ ہو جائے۔

۳۔ مسلمانوں کے دوسروں سے فرقوں کے پاس بھی کوئی ایسی ستمکم دلیل نہیں ہے جو اس کے خلاف ہو اور دوسرے قبولیں بھی ایسا کوئی باب نہیں ہے جس میں اس کی مخالفت کی گئی ہو جبکہ قابل سنت میں اس کو مباح قرار دیا گیا ہے۔ جسمہ ساری کی روایتیں شبیہ سازی کو شامل نہیں ہوئی ہیں۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا فِي الدُّنْيَا رِبَّيْرَاءَ الْحُسَيْنِ وَ فِي الْآخِرَةِ
شَفَاعَةَ الْحُسَيْنِ بِسْحَقِ مُحَمَّدٍ وَ أَبِيهِ

ترجمہ۔ مکان و زین قبریں بن علیؑ (درود غلام ہوان دلوں پر) جس ورنے آپ مبارک و فن کریں گے یہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور فرمایا: مکان قبریں علیہ السلام جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

جنت کا ایک نام رضوان بھی ہے جو اس بندوں کے لئے بڑا ہے کہ طور پر دیجائے گا۔ جس نے اپنی زندگی خداوند عز و جل عبادت و اطاعت میں گزاری ہو گی۔ پس تسبیح کیوں ہے الگ جنت کا ایک بلاغ اس فراہم انسانیت کی قیومیں نے یہ مددادی: معبد و تری خوشی میری خوشی ہے اور تیری ناراضی میری ناراضی۔

حرام امام حسینؑ میں نماز قصر نہیں : صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں: تَقْسِيمَ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ وَمَسْجِدِ الْكُوُفَةِ وَحَرَامِ الْحُسَيْنِ (کامل الزیارات ص ۲۵) ترجمہ۔ مسجد الحرام (فاطمہ کعبہ)، مسجد الرسول (مدینہ)، مسجد کوفہ اور حرم حسینؑ میں نماز پوری پڑھنی چاہیے (قصر نہیں)

اگر کوئی اس قول مقصوم پر غور و فکر کرے تو وہ اس نتیجے پر سوچنے کا کریں چاروں مقامات سب سے زیادہ بافضلیت اور اہم ہیں اسی وجہ سے ہمایل پری نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مسجد الحرام (فاطمہ کعبہ)، مسجد الرسول (جماعت حضرت خاتم الانبیاء نے اپنی حیات بشری کے آخری محاذ گزارے) اور وہیں مذکون ہیں، سمجھ کر فرمائیں مولا کے کائنات ایم الرمیثین علی بن ابی طالبؑ نے صدائے "ذرت و دلت و دلت" بلکہ یعنی کعبہ کے رب کی قدر میں کامیاب ہو گی اور کر جلا!! ہماری جانشی قربان ہو جائیں ان بزرگ مرتبہ سنتیوں پر جن کی حرف وجود مقدس کی بنا پر زمینوں کو عظمی شرف حاصل ہو۔

خاک شفاء کھانے کا جواز اور اسکی فضیلت : ہم کہیں کہتے سعد بن سعید کہتے "مُتَّقُ الْحَمَّامَ" میں متعلن سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: "أَكْلُ الطَّيْنِ حَرَامٌ" مثل صلیتۃ والحمد ولحم الختنہ سر الاطینی قبر الحسین فیتک فیتک شفاؤ من مکن کاید و اماماً من مکن حوقیت (کامل الزیارات ابن قلیوں ص ۲۵) ترجمہ۔ "مُتَّقُ الْحَمَّامَ" مروارخون اور سور کے کوشت کی اسندہ تراہم ہے۔ سوائے خاک قبریں علیہ السلام کے کوئی کاہس میں ہر فرض کی شفا اور ہر خوف سے لام ہے۔ یقیناً پروردگار عالم نے اپنے بندہ حقیقی کی قربانی کی اس طرح قدردانی کی چیز جس خاک پر آپ کا غن مقدس بہا اس خاک کو کھانے کے لئے زصرت جائز قرار دیا گکہ اس بات کا بھی اعلان کردیا کہ جو شخص اس خاک کو جوچکے کا وہ شفایا ہے، ہمکا اور اس کے خوف کرائیں یہی تدبیل کر دیجائے گا ساکھہ ہر کنے والا انسان اس خاک کو جوچکہ کر اس کی نوشبو سے اپنے آپ کو معطر کرے اور جو جذبہ ایسا روتھر قربانی اس سی بیں رہوں رہا ہے وہی اس کے تھی خون میں دوڑنے لگے۔ بعد امام صادقؑ کا قول ہے۔ طین قبر الحسین علیہ السلام بشفاء ممن مکن داعر و اذ الکلۃ فیل: "بِسْمِ اللَّهِ وَبِإِنْسَانٍ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ رُزْقًا وَاسْعًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَشَفَاعَةً مِنْ مُكْلِّ دَاعِ

۱۷۷

امام حسین علیہ السلام

ابن زیاد

قاتلان امام حسین علیہ السلام کے سلسلے کی یہ بھلی کڑی ہے۔ نذر قارئین کر رہے ہیں تاکہ یہ اندازہ ہو جائے کہ یہ لوگ کس طرح کے اخلاق کے حامل رہے ہیں اور یہ اندازہ ہو جائے کہ دشمنان اہل بیت کا کیا کردار ہوتا ہے۔ ہم ہمارا خصوصاً ابن زیاد عمر کے حالات درج کر رہے ہیں تاکہ اس کی "اخلاقی حیثیت" کا قارئین المستظر اندازہ لکھ سکیں۔ (الناب الاشرافت ۳، ۲۹، ۷۹)

کوفہ میں ابن زیاد کی سُرگرمی: ایک روایت کے مطابق یزید بن عقبہ اور چاہتا شاہ کا ائمہ معزول کرنے لیکن اسی درمیان امام حسین علیہ السلام سے اپنی شدید منحا الفتنت کی بنا پر اور یعنی اسی زمانے میں کوفہ میں مسلم بن عقيل کی موجو وگی سے (جو کہ امام حسین علیہ السلام کی بیعت کے ناویں دیا گیا اور ابن زیاد کو کوفہ بیچ دیا تاکہ مسلم بن عقيل کو گرفتار کر کے قتل کرے۔

(طبری سننہ بھری کے واقعات)
بلادری نے الناب الاشرافت میں لکھا ہے کہ معاویہ نے خوبی زندگی میں ابن زیاد کو کوفہ کا دامی بنت دیا تھا۔

بہر حال مسلم بن عقيل کے کوفہ ہوئے کے بعد جب اہل کوفہ نے امام حسین علیہ السلام کی بیعت کا اٹھا کیا اور امام حسین علیہ السلام کا انتظار کرنے لکھ کر وہ کوفہ تشریف لائیں اسی درمیان ابن زیاد خفیہ طریق سے کوفہ میں وارد ہوا چونکہ اہل کوفہ سے پہچانتے نہ تھے لہذا اسے سین علیہ السلام سمجھ کر سلام کیا۔ ابن زیاد نے حالات کا جائزہ لے لیا ہمارا تک کہ وہ دارالامارہ پہنچا اور جناب مسلم بن عقيل کی تلاش شروع کی۔

(طبری سننہ بھری کے واقعات البدایہ والنهایہ - ۱۵۵، ۸)
ابن زیاد نے اہل کوفہ سے خطاب کے دوران اپنے مخالفین کو خوب ڈالیا وہ مکایا اور موزن شش کی اور موافقین کو اپنے احسان اور الامارات کی لائیج دلائی۔ (ابوالقرج، ۹)

جب ہانی بن عربہ ابن زیاد واقف تھا۔ اس وقت ہانی بیمار تھے انہوں نے خیال کیا کہ ابن زیاد ان کی عیادت کو ائے گا اور وہیں اسے سلم

نَبْ : اس کی کنیت ابو حفص محقق۔ اس کی ماں کا نام مر جانہ تھا۔ ابن زیاد کی والدی سعیدہ حارث بنت کلدہ مانافی کی کنیت میں سیکن خونک سعیدہ زنانہ کاری کے لئے مشہور تھی اسی لئے حارث نے اس کے دو بیٹوں زیاد اور ابویحییٰ کو اپنی اولاد مانست سے انکار کر دیا اور اسی لئے زیاد کو "زیاد ابن ابیہ" کے نام سے پکارا جانے لگا۔ جب معاویہ بن ابوسفیان نے خلافت لپتے ہاں قوں میں لی تو زیاد کو اپنے باپ ابوسفیان کی طرف منسوب کر لیا اور اسے اپنا بھائی کہنے لگا۔ زیاد ۵۳ ہجری میں وقت بہاؤ تو اس کے تمام بیٹے اوری خلافت سے والبستہ ہو گئے۔ عبد اللہ بن زیاد کو ان میں سب سے زیادہ شہرت تھی۔ خلافت میں کہ عبد اللہ بن زیاد معاویہ کا بھیجیا گیا کیونکہ زیاد کو معاویہ نے اپنے باپ کی طرف منسوب کر لیا تھا۔ عبد اللہ اور اس کا باپ زیاد دو قوں میں ناجائز اولاد تھے۔

سَهْنَةِ بَحْرِي: معاویہ نے عبد اللہ حاکم خراسان و بصرہ: ابن زیاد کو خراسان کا حاکم مقرر کیا۔ اس نے ماراع النہر کے چند علاقوں فتح کئے۔ سَهْنَةِ بَحْرِی میں خراسان کی حکومت سے معزول کیا گیا اور اسی سال بصرہ کا حکمran بنایا گیا۔

سَهْنَةِ بَحْرِی: معاویہ کی موت کے ساتھ ہی اسے کوفہ کی بھی حکومت مل گئی اور بالآخر سَهْنَةِ بَحْرِی میں یزید بن معاویہ کی جانب سے امام حسین بن علی علیہما السلام سے جنگ کے لئے معین کیا گیا۔ اسی کی سپہ سالاری میں، واقع کر بلار و نما ہوا۔ یزید کی موت کے بعد ابن زیاد نے خلافت کا دعویٰ کیا اور اہل بصرہ و کوفہ کو بیعت کے لئے دعوت دی۔ اہل بصرہ نے ابتداء میں بیعت کر لیا لیکن اہل کوفہ نے انکار کر دیا بعد میں اہل بصرہ نے بھی بغاوت

رذیل اور بدینت انسان کا۔

وین میں تیدی کس نے کی؟ : اس کمالے یہاں گرام عنز کریں تو معلوم ہو گا کہ مسلم بن عقیل کس طرح سے اپنی زندگی کے آخری محاذات تین بھی امامت کا دفاع کر رہے ہیں اور دینا سے اسلام کوتیار ہے ہیں کہ اہل بیت اطہار علیہم السلام دین میں تغیر و تبدل اور تحریف نہیں کرتے۔ یہ شیوه تو معاویہ، یزید اور آن بزرگ کا ہے۔

مسلم الٹوں میں تفرقہ کس نے ڈالا؟ : ساختہ ہی اس کمالے میں مسلم بن عقیل نے واضح لفظوں میں بیان کر دیا کہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ و فساد اور افتراق یزید و معاویہ اور زیادہ اور بن زیاد نے کیا۔

قتل امام حسین کی تحریک : جناب سلم بن عقیل کے قتل کے بعد بن زیاد امام حسین کی طرف متوجہ ہوا اور حترم یزید پر بیانی کو ایک شکر کے ساتھ پڑھ کر جماں سے کوفہ کی طرف جا رہا تھا، حکم دیا کہ حسین علیہ السلام جہاں بھی ہوں اپنیں روک لیا جائے اور ان پر پیاری بندگی دیا جائے۔ دوسری طرف عمر بن سعد بن ابی وقاص کو ایک شکر کے ساتھ روانہ کیا۔ عمر سعد کو حکومت کرنے کا لائق دے کر امام حسین علیہ السلام سے بیعت لینے کے لئے آمد کیا۔

احمر الحارم سنتہ ہجری امام حسین علیہ السلام اپنے اغراء و اصحاب کے ساتھ شہید کر دیتے گئے۔ اس پوری جنگ کی تیاری میں بن زیاد ہی نے لفڑی بنا یا تھا۔

بن زیاد کی اس تحریک سے سارے مسلمان اور خصوصاً اہل کوفہ بہت غضب تاک ہوئے کیونکہ عبد اللہ بن عفیت ازدی واقعہ کر بلکے بعد این زیاد کے سچے خطبہ کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اسے اور یزید کو سخت الفاظ میں برا بھلا کھما۔ ہمارا تک کہ طبری نے لکھا ہے کہ اس کی ماں مر جانے نے بھی نغم و غصہ کا انہما رکیا۔ یہاں این زیاد طاقت و خلافت کے بل بلوتے پر حکومت پر جا رہا۔ یہاں تک کہ یزید و اصل حبیم ہوا اور عبد اللہ بن زیر نے جماں میں خلافت کا دعویٰ کر دیا جبکہ این زیاد عراق کو تو سک کر کے شام چلا گیا۔

”اسی بات میں مورخین میں اختلاف ہے کہ یزید کے بعد این زیاد شام گیا یا بصرہ اور اہل کوفہ کے درمیان خلافت کا دعویٰ کیا۔“

بن زیاد کی موت : بن زیاد سنتہ ہجری میں شام فرار کر گیا تھا اور بعد میں جناب مختار سے جنگ کے لئے تیاری کرنے لگا۔ اب ریشم بن مالک اشتربارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ این زیاد کی تلاشی موصی کی طرف چلے۔ ابھی چند منزلیں ملے کی تھیں کہ کوفہ کے بعض قاتلان حسین جیسے

بن عقیل قتل کر دیں گے۔ طبری کے مطابق این زیاد کو اس کی اطلاع ہو جکی تھی۔ لہذا اسدنے ہانی کو دارالملائکہ میں بلا بار اور قید کر لیا اور اسی کے بعد جناب سلم بن عقیل کو بھی قید کر لیا اور دلوں کو قتل کر دیا اور ان کے مروں کو یزید کے دبار میں بچھ دیا۔ (طبری سنتہ ہجری کے واقعات)

بن زیاد کی دہشت گردی : بن زیاد کا ظلم و ستم کو فرمیں بُرھتا ہی گیا۔ نامور اور سر برآورده شیعہ جیلوں میں بھروسے گئے۔ ہوا وہ سس کے بندے بولک تک امام حسین علیہ السلام کی اطاعت کا دام بھرتے تھے۔ این زیاد نے جا طے ان کی پوری کوشش تھی این زیاد ہم سے ناراضی نہ ہو۔ پہت گے لوگ جنہوں نے امام حسین علیہ السلام سے خط و کتابت کی تھی اور اپنے میں کو فدا کی دعوت دی تھی قتل کے خوف سے روپوش ہو کئے غرض یہ کہ این زیاد نے اپنی خباثت کی خوب شہیری۔

ایک مکالمہ : جب این زیاد کے دربار میں جناب سلم بن عقیل کو لایا گیا ان کے درمیان جو نقشہ ہوئی اسے مودعین نے نقل کیا ہے ہم اخفار کے ساتھ یہاں تحریر کر رہے ہیں۔

سلم بن عقیل داخل دربار ہوئے تو مسلم نزکیا۔ سپاہیوں نے کہا تم نے امیر کو مسلم نہیں کیا۔

جناب سلم۔ ”یہ امیر نہیں ہے۔“

ابن زیاد۔ مسلم کو ریا نہ کرو تم ضرور قتل کر دیتے جاؤ گے۔

جناب سلم۔ اگر تم نے مجھے قتل کیا تو تم سے بدترین آدمی مجھ سے ہتر کو قتل نہ رکھا ہے۔

این زیاد اپنے غصہ میں۔ اے چھوٹ ڈائیں والے باغی! تم نے اپنے امام کے خلاف خردی کیا، مسلمانوں کا تھار درہم برمی کیا اور فتنہ پر پا کیا۔

جناب سلم۔ این زیاد نو جھوٹا ہے۔ معاویہ مسلمانوں کا خلفہ نہ تھا بلکہ وہ تو صیہ پیغمبر پر لپٹنے مکروہ فریب سے غالب آگیا تھا اور زبردستی ان سے خلافت چھین لی تھی اسی طرح ان کا بیٹا یزید بھی رفتہ تو تم نے اور تمہارے باب زیاد نے پیدا کیا ہے۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے بدترین خلافت کے ماتحتوں مجھ شہادت لقصیب کرے۔ خدا کی نعمت! میں نے اخلاقی اور اخلاقی کیا۔ دین میں تغیر و تبدل۔ میں حسین بن علی کا اطاعت لگزار ہوں بوقا طمہر و خضر پیغمبر کے فرزند ہیں۔ ہم معاویہ اس کے میئے اور آن زیاد کے مقابلے میں ہمیں زیادہ حقدار خلافت ہیں۔

(البدایۃ والہمایۃ از ابن کثیر/ ۱۵۸)

یہ ایک طولانی مکالمہ ہے مکالمہ کے آخریں این زیاد اس قدر ریشم ہو جاتا ہے کہ سلم بن عقیل کو گالا بیاں دینے لگتا ہے غیرہ تو دستور ہے ہر

بیکا: قیصر بارہوی کے مرثیے ...

شبث بن رجبي۔ شرمن فو الجوشن۔ محمد بن اشتون بن قيس اور عمر سعد نظر آکے ان سچوں نے جناب مختار کے پاس کہلا بھیجا تھا کہ الگ ہمارے ساتھ رہایت ن کی تو چنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔

جناب مختار نے مصلحتی ابراہیم بن مالک کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں سے میں ملاقات کرو تو تاکہ یہ لوگ کو فردوٹ جائیں۔ قاصد نے یہ پیغام ابراہیم کو دیا۔ ابراہیم نے ان تمام افراد کو کوہ آنے دیا اور جب یہ معلوم کر لیا کہ یہ مدار سے لوگ شبست بن رہے ہیں، فروٹ شبست بن رہے کے گھر پہنچنے اور سبھوں کو کرنٹاکر لیا۔ بیجا س افراد کو موت کے گھاٹ آنار دیا اور تقریباً کافی سوا افراد تیری بنا لئے تھے کہ ان میں تقریباً ڈھانی سوا افراد وہ تھے جو کر بلائیں امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنے آئے تھے۔ ان سبھوں کی گرد نیس اڑادی گھسیں، اور جناب مختار کی خدمت میں پہنچنے کا دیگری۔ اس کے بعد ابراہیم بن مالک ان زیاد کی تلاش میں چلے۔ موصل کے علاقے میں اُس سے مذہبی پتوں کی خبر ایک منظر کے بعد شایدی فوج بھاگ نکلی تو ابراہیم بن مالک اُسکے بڑھنے اور حکم دیا، اسے شیعیان حنفی اور انصار دین، قتل کرو۔ وہ شیاطین کی اولاد کو اور ان تمام لوگوں کو جوابی مر جانکے ساتھ آئے ہیں۔ اسی کے بعد آپ نے ابن زیاد پر حملہ کیا اور کہا: یہ وہی ہے جس نے فرات کے پانی کو امام حسین علیہ السلام اپر بند کر دیا تھا۔ یہ وہی ہے جس نے امام علی مقام سے کھا تھا آپ کو اس دوست نکل امام نہ طے گی جب تک سبھی بیعت خرکرلو۔ یہ وہی ہے جس نے خاندان عصمت و طہارت پس بیوت اور لامارت کے ساتھ بدسلوکی کی تھی اور انہیں اسی بننا کر کوٹھر و سماں کے بازاروں میں پھرا رکھتا۔

ایک قطرہ خون : عادزادہ آگے جل کر بیکھتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام
تھنی ہو رجھ کے تو آپ کے سر مبارک سے ایک قطرہ خون پڑکا اور ابن زیاد کی ران
بر گرا اور ران میں سوراخ کرتا ہوا زمین پر جا گرا۔ ابن زیاد کا یہ زخم اس کی
آخری سانس تک اچھا نہ ہوا (یعنی یارخ سال) اور اس میں اسی قدر بدبو
ہوتی تھی کہ اس سے تعقین پیدا ہوتا تھا لہذا وہ اس بدبو کو دور کرنے
کے لئے ہمیشہ مشک لگایا کرتا تھا۔ فوجوں نے اسی مشک کی بوسے اسے
پہچانا اور اس کا سر کاٹ لیا۔

خدا! ابن زیاد، اس کی اولاد اور اس کے ہمزاوں پر اپنا عذاب نازل کر۔

بعد سین شام غربیاں سے پوچھئے
زین العباد کے چاک گریاں سے پوچھئے
منظوم کے لئے ہوئے سماں سے پوچھئے
سید اخوند گرجہ حال بریشاں سے پوچھئے
میزانِ بروضہ سطح تین عزم لازم ہے لیکن
زینتیبِ مثالِ عالم علیؑ بولنے لیکن!

آنسو ہے تو ضبط کی چادر سے لوٹ کر
جینے کا فصلہ کیا بھائی کے نام پر
عزم حسین لے کے جو عالمیہ پکی نظر
قدموں پر رہ گئے لگا شام کا سفر
خطبوط کے دلوں سے جو دل چھوٹے لگا
علم ابو ترابؑ جیسیں چوتے من لگا

مقتل میں اُکے بھائی کے لاشے کو کہدیا
بھیسا سلام یحیے اب تفائلہ چلا
متحکم لیوں میں ہے آپ کامیار ملقا
بھیسا حفا نہ ہونا کہ زینت ہے بے ردا
ہے واسطہ ہم کوڑے امتحان سے
اب گفتگو کروں کی علیٰ کی تربان سے

بھیا پکارتی ہیں غضب کی سائنس
بھیا قدم قدم ہے مزاروں مصیبتیں
کوئے میں دیکھے کاہنی کی راہنیں
بھیا بہت قریب پنے ظبوں کی سائنس
زندہ رکھوں کی علیم علیا کے نظام کو
بھیا الشاکے اول گی دربارِ سام کو

بھیا میں جانتی ہوں خواہ ہو گیا چمن
صحرا کی نذر ہو گئے زہر کے گلبدن
بھیا تمہاری لاش بے مقتل ہوئے کفن
زینت کے بازوؤں کو میسٹر ہوتی رس
لیکن چڑاعِ علم عسلی اچھا کیا ہے
بھیا تمہارے سے زخم بدن رنگ لائیں گے

فیض حصہ بیان حضرت زینؑ رقم ذکر غم کی حرارت توں سے پچھل جائے گا جنگ اشکوں کی نہر کے لئے کافی ہے اسقدر نہت تھی ہم اس غریبیاں سے ننگ سر سورج ہے جس کا پھول دہ گلائی ہے کربلا علم ابو تراب کا مخزن ہے کربلا

لَا عَذَّرَ لِلشِّيْعِيِّ يَرْفَتْ دَمْعَةٌ
 وَدَمْ الْحُسَيْنِ بَكُورَبَلَاغُ اِرْأَيْتَ
 کس شیعہ کیلئے کوئی عذر نہیں کرو آنسو نہ بھاگے جب کہ سرزین کریلا
 پڑیں مظلوم کا خون مقدس بن بھایا گیا۔
 (السوی)

بَوَارِثُ شَدِيدَةِ وَضَرِّ وَضَرِّ عَجَزٍ

میں افاذ کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔

اس حدیث شریف میں جملہ قابل توجہ ہے وہ "فَتَمَثَّلَ لِنَفْسِكُ مَصْرِحَهُ" ہے یعنی ان کی قتل کا ہو کوپنے سامنے مجسم کرو۔ جناب سید بن طاووس علیہ الرحمۃ نے "اتباب" میں ام پریہ جملہ اس طرح اقل فرمایا ہے: وَتَمَثَّلُ بَيْنَ يَدَيْنَكَ مَصْرِحَهُ وَتَفَرَّغُ ذِكْرَكَ وَجَمِيعَ بَيْدِنَكَ وَتَجْمِعُ لَهُ عَذْلَكَ، یعنی اپنی نکاحوں کے سامنے ان کی قتل کا ہو کر مجسم کرو۔ اپنے تمام اپنے جسم اور عقل کے سامنے اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ ہر طرح کے خلافات سے پہنچے وجود کو پاک کرو اور ان کی تمام مصیبیں اپنی نکاحوں کے سامنے رکھو۔

تشیل یعنی اپنے سامنے مجسم کرنا۔ اسی زیل میں دو باتیں بیان کی جاسکتی ہیں۔

الف۔ اپنے ذہن میں ان کی قتل کا ہو کر مجسم کرو۔
ب۔ اپنے سامنے قتل کا ہو کی شیبہ بناؤ اور اس کی طرف متوجہ کرو۔

جناب طوی علیہ الرحمۃ کی روایت کے پیش نظر مسلمی بات زیادہ نزدیک ہے۔
گرجیہ "لِنَفْسَكَ" میں جو "ول" ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے دوسری بات زیادہ حقیقت سے نزدیک ہے۔

جناب سید بن طاووس علیہ الرحمۃ کی روایت کے مطابق دوسری بات زیادہ تین حقیقت ہے کیونکہ جملہ "تمثیل بین یدیں مصراحت" اپنے سامنے قتل کا ہو کر مجسم کرو، میں بدیک (اپنے سامنے) کے جلد سے دوسری بات میعنی ہو جاتی ہے اور سیلی بات کا احتمال ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ علامہ جلیلی علیہ الرحمۃ نے اربعان الاول کے اعمال میں جناب شیخ منیری،

شہید سید بن طاووس رحمۃ اللہ علیہم سے اقلیل کیا ہے۔ اگر دینے منورہ کے علاوہ دوسری جگہ سے حضرت رسول اکرمؐ کی زیارت کرنا چاہتے ہو تو فضل کرو اور قبر مبارک کی شیبہ اپنے سامنے بناؤ اور انحضرت کا اسم مبارک اس پر لکھو۔ اور انحضرت کی طرف اپنے دل کو متوجہ کر کے ہو۔ (..... زاد العاد - علامہ)

۳۔ جناب شیخ نہائی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اگر کوئی مشکل بیش اُتے تو ایسی جگہ جہاں آبادی نہ ہو جا خط پھینکو اور اس کو حضرت رسول اکرمؐ کی قبر مطہر تصور کرو اور اس کی طرف اشارہ کر کے اہم امر تیر کرو۔ "صلی اللہ علیہ وَاسْلَمَ" وہ مشکل و در بوجاءے گی۔ (صحیفۃ الماہیۃ ۸۲)

اس بن پارامہ معصومین علیہم السلام کی قبر مطہر، مدفن اور قتل کا ہو کی شیبہ بنانا اور اس کی طرف رخ کمکے زیارت پڑھنا درست اور صحیح ہے اور سورہ پسند ہے۔ وہ لوگ جو رخ خیال کرتے ہیں کہ روایت حرمت محمد سازی کا اطلاق شیبہ سازی بھی ہوتا ہے اور ان روایتوں کے پیش نظر شیبہ نہیں بنانا چاہیے۔ زان کا خیال درست نہیں ہے۔ کیونکہ ردا تین میں جاندار کے جسموں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ غیر جاندار کو نہیں اور قریں جاندار نہیں جیسے کتنی سجدیں میں جو

ہندوپاک کے شیعوں کے گھروں اور امام یاڑوں میں ائمہ معصومین علیہم السلام کی نزدیکیں اور خاصی کردنہ سنت سید اشہم دعا امام حسین علیہ السلام کی نزدیکی مبارک کی شبیہ پائی جاتی ہے۔ اس سنت پر بعض حضرات علماء اہل سنت اغتراف کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ شیعہ ملکتوں میں بھی بعنایے نام نہاد روش خیال افزاد ہیں جو اس سنت کے سامنے سوالیہ نشان قرار دیتے ہیں اور اس کی دینی حیثیت کو شک کر شبه کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس مضمون میں ان مأخذ اور تواریخ جات کی طرف اشارہ کریں گے جس سے ان کے ہر طرح کے گمان اور معرفوں میں نقش برآبند ہو کر رہ جائیں گے۔

۱۔ شہور و معروف راوی جناب عبد اللہ بن سنان کی روایت ہے۔ میں عاشورہ کے دن اپنے آتا و مر لاحضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حیثیت اندس میں حاضر ہوا۔ دیکھا اپنے ہمایت غمزہ ہیں چھوڑ کارنگ بدلا ہو ہے۔ پشم مبارکہ میں حاضر ہوا۔ موتیوں کی طرح آنسو ہے ہے ہیں۔ عمرن لیکے اے فرزند رسول بالاخدا کرسے آپ کی آنکھیں اشک کوڈہ نہیں ہوں۔ اس وقت گریہ کا کیما سبب ہے ۹۔ حضرت نے فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کیا تمہیں بترنہیں کہ آج ہی کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام صیدقین میں گرفتار مختہ۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے روز عاشورہ کے واقعات قدرے بیان فرمائے اور قولهت کی خلقت کا نکارہ ذیلیا اور بھر بیان حاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ "بِالْعَبْدِ الْأَنْجَى بِنِ سَنَانٍ إِنَّ أَنْفَلَ مَا تَأْتَى بِهِ فِي هَذَا الْيَوْمِ أَنْ تَعْمَدَ إِلَى إِشَابَيْ طَاهِرَةٍ فَلَمَسْكَهَا وَتَمَثَّلَهُ ثُمَّ تَحْرُجُ الْحَالَ أَضْفَنْ مَقْفَرَةً أَفْمَكَانَ لَا يَرَاكَ بِهِ أَحَدٌ أَوْ تَعْمَدَ إِلَى مَنْزِلَ لَكَ خَالِيَ أُوفِيَ حَكْلَوَةً حِينَ تَرْتَفَعُ النَّهَارُ فَتَصْلِيَ أَذْبَعَ رَكَنَاتٍ ... ثُمَّ سُلَمَ وَمَحْوِلٍ وَجَهْنَمَ تَحْوِيلُ الْحَسَنَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَضْحَعَهُ فَتَمَثَّلَ لِنَفْسَكَ مَضْرِعَةً وَمَسْنَ كَانَ مَعَهُ مَنْ وَلِدَهُ وَاهْلَهُ وَسُلَمُ وَلَصْلَى عَلَيْهِ وَتَلَقَّ قَاتِلَيْهِ فَتَبَرَّعَ مِنْ أَنْعَالِهِمْ يُرْفَعُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ يَكِيلُكَ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الدَّرَجَاتِ وَيَحْكُمُ عَنْكَ مِنَ الْسَّتِّيَّاتِ" (ریکار ۱۱/۳۴۳، ۳۴۴، ۴۲، ۴۳)۔ مباحث شیخ طوسی (۵۰۷)

یعنی اے عبد اللہ بن سنان اس دن سیترین علی جوانب امام وے سکتے ہو دے یہ ہے کہ پاکیزہ لباس یعنی او مصیبت زیدہ لوگوں کی طرح گرسان جاک کرو، آستین پڑھوا لو..... جب سورج بلند ہو گھر سے نکلو صحرائیں جاؤ۔ یا ایسی جگہ جاؤ بیان کوئی نہیں دیکھنا ہے، یا کسی خالی مکان میں جاؤ۔ حار رکعت مانانے پر صو، سلام پھیرنے کے بعد اپنارخ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کی طرف کرو اور ان کے مقتل اور ان کے فرزندوں اور عزیزوں کے مقتل کو اپنے سامنے مجسم کرو۔ ان پر درود دوسلام یعنی جو ان کے قاتلوں پر لعنت کرو اور ان کے اعمال سے بیزاری فاتحہ کرو۔ خداوند عالم اس کے فریعے جنت میں شہاسے درجات

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

وَأَوْعِزُ كَرِيلَ

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی پیشیں گوئی

حَمْرَاءَ (صواتع ص ۱۹ مقتل خوارزی ص ۱۵۶)

یعنی جبریل میرے پاس آئے اور مجھے خودی کی بیان کی حدیث میں کتب الہ سنت ذاہل تشیع میں بیکاں طور پر بیان کی گئی ہیں۔ بیکاں پر ہم چند معتبر ترین احادیث جو کتب الہ سنت میں درج ہیں پیش کرتے ہیں۔

۳۔ طرانی اور ابوالعلی نے زینب بنت جحش سے روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ جَبَرَيْلَ أَتَانِي وَأَخْبَرَنِي أَنَّ اُمَّتِي هُدُّدُتُهُمْ فَأَنْتَ أَنْتَ أَفْقَلُهُمْ أَمْتَتِي فَقُتِلُتُ : فَأَرَيْتُ مُرْبَّتَهُ فَكَانَتِي بِتُرْبَةِ حَمْرَاءَ دَكْنَزِ الْعَالَمِ جَلْدِ ۴ ص ۲۲۵

یعنی جبریل میرے پاس آئے اور مجھے خودی کی میرے اس پیغمبر میں کو میری امت قتل کر دے گی۔ میں نے کہا کہ مجھے اس کی تربت دکھاؤ راوی پس ایک سترخ میٹی میرے لئے لائے۔

۴۔ احمد بن حنبل نے روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

لَقَدْ دَنَّلَ سَقْلَى الْبَيْتِ مَلَكُ لَمْ يَذْفُلْ عَلَى قَبْدَهَا فَقَالَ لِي : إِنَّ اُبْنَكَ هَذَا حُسَيْنًا مَقْتُولٌ وَإِنْ شِئْتَ أَرْبَيْتَكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ مِنَ الْتَّقْتِي يُقْتَلُ بِهَا تَأَلَّ : فَأَنْزَرَ حُسَيْنًا مَرْبَّةً حَمْرَاءَ (صواتع ص ۱۹)

یعنی ایک فرشتہ میرے مکان میں داخل ہوا کہ اس سے قبل وہ کبھی سہیں آیا تھا۔ پھر مجھ سے کہا: آپ کایا پیر حسین مقتول ہے اور انگریز فراہم توں اس زینب کی تربت جہاں وہ قتل کئے جائیں گے۔ آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ پھر خودی کی سترخ میٹی نکال کر مجھے دی۔

۵۔ ابن سعد نے امام سلمہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

جَبَرَيْلَ نَزَّلَ بَحْرَ خُودِيَ كَمِيرَ فَزَنْدَ حُسَيْنَ كَرْتَنَ عَرَقَ بَرْ قَتَلَ كَيَا

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں الحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی حدیث میں کتب الہ سنت ذاہل تشیع میں بیکاں طور پر بیان کی گئی ہیں۔ بیکاں پر ہم چند معتبر ترین احادیث جو کتب الہ سنت میں درج ہیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ ابن سعد اور طرانی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

أَخْيَرَنِيْ جَبَرَيْلَ أَنَّ ابْنَيَ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بَعْدِي بِكَارِضِ الظَّفَنِ وَيَقَارِبُنِي بِهَذِهِ التُّرْبَةِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهَا مَضْجَعَهُ -

ترجمہ۔ جبریل نے مجھے خودی کی میرا پیغمبر میں بیکاں میں لطف بر قتل کر دیا جائے کہا اور اس فاک کو میرے لئے لائے اور مجھے خودی کہ اس میں ان کا مدفن ہے۔ اس حدیث کو مکالمہ قاری نے بھی اس سے زیادہ تفصیل سے روایت کیا ہے اور خلیلی نے بھی ارشاد میں حضرت عائشہ و امام سلمہ سے ان لفظوں میں روایت کی ہے :

إِنَّ جَبَرَيْلَ أَخْبَرَنِي أَنَّ ابْنَيَ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ وَهَذِهِ تُرْبَةُ تُلْكَ الْأَرْضِ -

یہی حدیث حضرت عائشہ سے اس طرح بھی روایت کی گئی ہے : اَنَّ جَبَرَيْلَ أَرَادَنِيَ التُّرْبَةَ الْكَسْتِيَ يُقْتَلُ عَلَيْهَا الْحُسَيْنَ فَنَاشَدَهُ خَضْبَيَ اللَّهِ عَلَى مَنْ يَسْفَلُهُ دَمَهَ (صواتع ص ۱۹ و ۲۰ دکن العمال جلد ۴ ص ۲۲۳)

۲۔ ابووالد اور حاکم نے ام فضل بنت حارث سے روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا :

أَسَانِيْ بَجَرَيْلَ مَنَافِبِيَنِيْ أَنَّ اُمَّتِي سَتَقْتُلُ مَابُنِي هَذَا يَغْنِي الْحُسَيْنَ وَأَسَانِيْ شُرْبَةً مِنْ شُرْبَةِ

یعنی بے شک تمہارے لئے پہشت میں ایک (خانی) درجہ ہے جو بغیر شہادت کے نہ حاصل ہوگا۔

ابو علی سلائی کہتا ہے : جب حسین (ع) سے جنگ کے لئے دشمن کی فوج (اکٹھا) بچ ہوتے ہی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ انہوں نے صراحتیار کیا۔ (مقتل خوارزی ص ۱۸)

۸۔ سبط ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ جب حسین زمین کر بلہ پر تشریف لائے تو دریافت کیا کہ اس زمین کا نام کیا ہے؟ تو گوں نے جواب دیا : کربلا اور اسے نینوا بھی کہتے ہیں، جو ایک دیہات کا نام ہے۔

حسین نے گوئی کیا اور فرمایا : (سماں) بے جذبی ہے اور پریشانی۔ جناب ام سلمہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک رسمی خدمت کے پاس نہیں تو اور تم (حسین) میرے پاس تھے۔ امام سلمہؓ فرمائی ہیں کہ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : میرے فرزند کو میرے قریب لاو۔ پھر انہیں پھوکا کر اپنی کوڑیں لے لیا۔ تب جب رسمی نے کہا : کیا آپ انہیں دوست رکھتے ہیں؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : بے شک۔ جب جب تک میں نے کہا : آپ کی امت انسیں (حسینؑ کی قتل کر دیے گی) اور آپ فرمائیں تو میں آپ کو وہ زمین دھکاؤں جہاں وہ قتل کئے جائیں گے۔ پھر جب جب تک میں نے پیغمبرؓ کو زمین کر بلہ دھکائی۔

المذاہب امام حسینؑ کو یہ بتایا گیا کہ یہ زمین کر بلہ سے لآپ نے اسے (خاک کر بلہ) سونگا اور فرمایا : یہ وہی زمین ہے جس کے بارے میں جب جب تک نیغمہ فخری کو خبر دی تھی کہ میں اس پر قتل کیا جاؤں گا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ (انہوں نے) ایک مٹھی خاک دہانی سے اٹھائی اور سونگھا۔ اسی حدیث کو ابن سعد نے طبقات میں دافقی سے قتل کیا ہے۔ (تدذكرة المخواص ص ۲۵۹ و ۳۶۰)

اور ابن بنت منیع نے ام سلمہؓ سے وحدتیں اس باب میں بیان کی ہیں۔ (ذخیر العقبی ص ۱۳۸ و ۱۴۰)

۹۔ ابن اشیر اور طبری وغیرہ نے فزارہ سے قتل کیا ہے کہ اس نے کہا : زیبر ابن عینؑ بھی جو عثمان تھے، اسی سال کہ (جس سال امام حسینؑ عراق کی جانب روانہ ہوئے تھے)، تج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ والپسی کے وقت دریمان راہ حسینؑ سے ملاقات ہوئی۔

چونکہ وہ حضرت عثمان کے دوست تھے حسینؑ کے ہمراہ رہنا ان کے لئے باعث کرامت معلوم ہوتا تھا۔ لیکن وہ ایک منزل پر وہ سامنے آئے۔

ایک روز جب حسینؑ اپنی خیمہ سے باہر تشریف لائے تو وہ بھی باہر نکلے۔

جائے گا۔ میں نے کہا کہ جس مقام پر انہیں قتل کیا جائے گا اس زمین کی خاک بمحض دکھاؤ۔ پھر وہ خاک لائے اور کہا کہ یہ ہے اس کی تربت۔

ابن عاصی کرنے بھی ام سلمہؓ سے ان لفظوں میں حدیث نقش کیا ہے : اَنَّ جَبْرِيلَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبْشِرَتْهُ هَذَا إِقْتَلُ فَأَسْتَدَ عَنْهُبَ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَقْتَلُهُ۔ رَكْنَ الزَّمَانِ جَلَدِ ۚ ۲۲۳ ص ۱۷

یعنی جب رسمی نے بمحض خبر دی کہ میرا یہ فرزند (حسین) قتل کیا جائے گا پس اسی پر خدا کا غصہ بچو جاؤ سے قتل کرے۔

۴۔ ابن سعد نے تعمیبی سے روایت نقش کی ہے کہ اس نے کہا : جب حضرت علی علیہ السلام صفتیں جاری ہے تو کتاب عطا سے گذر ہو۔ تو نتوانای جگہ حوفرات کے کنارے ایک درمات ہے، پر سمع پر کر رک گئے اور اس زمین کا نام دریافت کیا۔ بتایا گیا کہ ”کربلا“ ہے۔ (رسن کی آئیت نے انگریز فرمایا کہ زمین آپ کے آتسووں سے تریو گئی۔ عبد اللہ بن عینی نے اپنے پدر، جب حضرت علی علیہ السلام کے خادم تھے سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا : صَبَرَ أَبَا أَبَّا عَبْدِ اللَّهِ، صَبَرَ أَبَا أَبَّا عَبْدِ اللَّهِ صَبَرَ أَبَا أَبَّا عَبْدِ اللَّهِ يُشَاطِئُ الْفَرَاتَ) پھر فرمایا : پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میں اسی وقت حاضر ہوا جب اخْحَدَ حضرت علی علیہ السلام کے خادم تھے۔

میں نے گری کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا : حَسَّانَ عَنْدِي جَبْرِيلَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبْشِرَتْهُ وَلَسْدَى الْحَسَنِينَ يُقْتَلُ يُشَاطِئُ الْفَرَاتَ بِمَوْضِعٍ يَقَالُ لَهُ كَرْبَلَةُ شَمْ يَبْصُرْ جَبْرِيلَ أَمْلَأَ عَنْيَنَ أَنَّ فَاضَتْ رَوْضَةَ الصَّدَقَةِ وَذَرَّةَ الْجَوَافِنِ ص ۱۷۱)

یعنی جب رسمی ایک مرتبہ سامنے حاضر تھے اور بمحض خبر دی کہ میرا فرزند حسینؑ فرات کے کنارے ایک مرضع، جسے کربلا کہتے ہیں، میں قتل کر دیا جائے گا۔ پھر جب رسمی نے ایک مٹھی بھرفاک نکالی جس کی خوشبو میری ناک نکل ہوئی۔ (اس کی خوشبو پہنچتے ہی) میری آنکھیں بے اختیار آنسو بھرا ہے۔

احمد بن حنبل اور ابن حنفیا نے بھی اس حدیث کو حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ عبد اللہ بن عینی نے اپنے پدر سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے اس حدیث کو سنا۔

۷۔ خوارزی نے روایت کی ہے کہ ابو علی سلائی بھی نے اپنی تاریخ میں قتل کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسینؑ علیہ السلام سے فرمایا : اَنَّ لَكُمْ فِي الْجَنَّةِ دَرْجَةً لَا تَنْتَهُ اِلَّا بِالشَّهَادَةِ

روایت نقل کی ہے۔ کہتے ہیں : میرے دل میں شان علیٰ کے بارے میں ایک شک پیدا ہوا۔ لہذا میں ان حضرت کے ہمراہ جا ب شاطی الفرات روانہ ہوا۔ حضرت علیؑ راستے سے ایک طرف ہو کر ایک مقام پر پھر گئے۔ ہم لوگ بھی ان کے گرد کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا :

**هذَا مَوْضِعُ رَوَاحِلِهِمْ وَمَنَاجِدِهِمْ وَمَهَاجِرَاتِهِمْ
دَمَاءُهُمْ بِأَيِّ مَنْ لَا دَنَا حِصْرَلَةً فِي الْكَدْصِ وَلَا
فِي السَّمَاءِ إِلَّا اللَّهُ**

یعنی یہ مقام اونٹوں اور ان کے سوار کے جالنوڑوں کی آبادی کا مقام ہے اور ان کے خون ہبائے جانے کا مقام ہے۔ میرے (ماں) باپ ان پر قدر ہوں کہ زمین و آسمان میں سوائے خدا کے ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔

غرض کہتا ہے، جس وقت حسین شہید ہوئے، میں اس مقام پر پہنچا جہاں وہ اور ان کے ساتھی شہید کئے گئے تھے۔ ویکھا کہ یہ دیسی مقام ہے جسے حضرت علیؑ نے ہمیں دکھایا تھا۔ ذرہ براہ اس میں غلطی ہمیں ہوئی تھی۔ کتابے : خدا سے اس شک کے لئے تو یہ کا طالب ہوا اور مجھے لقین ہو گیا کہ علیؑ کوئی قدم نہیں انھاتے تھے سوائے مردی خدا کے۔

(اسلام الفتاہ جلد ۲ ص ۱۴۹)

۱۱۔ ولی نے معاذ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا : **لَعْنَى اللَّهُ عَلَى الْحَسَنِيِّ وَأَتَيَتْ بِسُقْرَتِهِ وَأَخْبَرَتْ مَقَاتِلِهِ** یعنی حسین کی شہادت سے میں باخبر ہوں اور ان کی تربت دیکھ چکا ہوں اور ان کے قاتل کی اطلاع بھی مجھے دی جا چکی ہے۔

(رکن العمال جلد ۴ ص ۲۲۳)

۱۲۔ ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا : **لَا يَأْدُرُكَ اللَّهُ فِي يَرْزِيدِ الطَّاعَنِ اللَّاعَنِ أَمَا إِنَّهُ ثُغْنَى إِلَيْهِ** حسینی و سخیلی حسین اتیت بِسُقْرَتِهِ وَأَرَيْتُ مَقَاتِلَهُ **فَتَلَآيَتْ كَلَمَةً أَمَّا إِنَّهُ لَا يُقْتَلُ فَبَيْنَ ظَهَرَاهُ فِي قَوْمٍ** فَلَا يَنْصُرُوهُ إِلَّا هُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ۔

(رکن العمال جلد ۴ ص ۲۲۳)

یعنی خدا یہ طاعن ولعان کو اپنی برکت سے محروم رکھے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ مجھے میرے جیب فرزند حسین کی شہادت کی خبر دی جا چکی ہے اور ان کی تربت بھی میرے لئے لان جا چکی ہے اور میں ان کے قاتل کو بھی دیکھ چکا ہوں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ حسین ان لوگوں کے دریان جو انہیں درست نہیں رکھتے تسل نہیں کئے گئے مگر یہ کہ خدا ان لوگوں پر غنیمت نازل کرے گا۔

۱۳۔ یہی نے روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی۔ فرمایا کہ کون کے نزدیک لیک مقام طفت یہ شہید کئے جائیں گے۔ (السیرۃ النبویۃ جلد ۳ ص ۲۲)

ذارہ کا بیان ہے : (ایک روز) جب ہم لوگ ناشتہ کرنے میں مشغول تھے کہ حسین کا فاصد آیا اور عرض کیا : اے زیر امام حسین نے مجھے یہ پیغام دے کر بھجا ہے کہ تم ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ ہم لوگ اپنے یہیں جو لقرعے ہوئے تھے لے رکھ دیا اور حیرت زدہ ہو گئے کیونکہ یہیں کوئاں حضرت کے پاس جلنے میں کراہت معلوم ہوئی تھی۔

دیلم بنت عمرو، زیری شریک حیات نے (جب یہ دیھات) کہا : سجان اللہ فرزند رسول خدا تھیں قادر صحیح کر بلائے اور تم نہ جاؤ! دیسن کرم زیر بارہت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ ہی دیر بعد واپس آئے اور اس طرح کی ان کا چھرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ لپٹے خیمہ کو حسینؑ کے خیلوں کے نزدیک نصب کیا اور کہا : میں نے ارادہ کیا ہے کہ حسینؑ کے ہمراہ ہوں گا اور ان کا دفاع اپنی جان کی بازاں پر کر دیں گا۔

ان کی بیوی نے انہیں رخصت کرتے ہوئے عرض کیا : خدا تھیں نئی عطا فرمائے، تم سے میری ایک گزارش یہ ہے کہ قیامت میں حسینؑ کا لانا کے ساتھ مجھے ضرور یاد کرنا۔

چھرہ زیری نے اپنے اصحاب کو مخاطب کر کے کہا : تم میں سے جو چاہے میری بیوی کرے اور میرے ساتھ چلے اور جو نہ چاہے اس سے یہ ملاقات یہی آخری ملاقات ہے۔ میں تھیں ایک واقعہ سننا ہوں۔ ہم لوگ شہر بلخ، جو ترکستان میں ہے، جہاد کے لئے گئے ہوئے تھے۔ خداوند نے میں فتح سے ہمکار کیا۔ بہت سالاں غیمت ہمارے باختہ آیا اور ہم اس سے بہت خوش تھے۔ سلمانؓ فارسی نے ہم سے کہا : اذا اذْرَكْتُمْ شَيْبَابَ أَلْ مُحَمَّدَ فَكُلُونُوا أَشَدَّ فَرَحًا بِفَتَالِكُمْ مَعَهُمْ مَمَّا أَصْبَثْتُمْ مِنَ الْغَنَىِ عِيمَ۔

جب تھیں آل محمدؐ کے جوالیں کے ساتھ رہنا غصیب ہو تو ان کے ساتھ جنگ کرنے میں جو لطف و سرعت حاصل ہو گی وہ اس حاصل شدہ مال غیمت سے کہیں زیادہ ہو گی۔ (زیر نے کہا) میں تھیں خدا کے حوالے کرتا ہوں؛ اس کے بعد خدمت سید الشهداءؑ میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ شہید ہوئے۔ کامل ابن اشتریؑ نقل کی ہوئی عبارت اس طرح ہے :

إِذَا اذْرَكْتُمْ سَيِّدَ شَيْبَابَ أَلْ مُحَمَّدَ فَكُلُونُوا أَشَدَّ فَرَحًا بِرَحِصَّا بِقَتَالِكُمْ مَعَهُ مِمَّا أَصْبَثْتُمُ الْيَوْمَ مِنَ الْغَنَىِ

جب تھیں جوانان آل محمدؐ کے سردار کا زمانہ غصیب ہو تو ان کے ہمراہ جنگ کرنے میں زیادہ خوشی ہو گی بہ نسبت آج کے مال غیمت سے۔ اور طبری نے سلمانؓ فارسی کی جگہ سلمان بابیؓ کا ہاتھا ہے اور بابیؓ ہی صحیح ہے، کیونکہ سلمان بابیؓ بلخ میں قتل ہوئے تھے۔

(مسنون المعنی ص ۱۷۱، الکامل جلد ۲ ص ۲۶۷، طبری جلد ۴ ص ۲۹۹)

ابن اشتریؓ غفرانی سے، جو پیغمبرؐ کے صحابیوں میں سے تھے۔

قدھر بارہوی کے مکر تھے کے چند بند

بھی کاچل بکھی زس زخوان کی لاش
انکھوں میں جیسے جو دہوں کا چاندیاں پاش
اُنھیں یا علی اکابر کا انقا شی
خیموں میں اہل بیت کی آواز دنگ اش
دنیا تھی آیتوں کو ریشاں کئے ہوئے
لوک سنان تھی سورہ لیف لئے ہوئے

وہ نہروہ جوانی عباست نامور جی عسلیٰ کے علم کا ساتی فرات پر
دہشیر کے کٹے ہوئے بازو اہرا در
بھتی تھی موت عشق کے پیزار و بیکر
عباسیٰ کی وفا سے حسینی نظام ہے
اب کربلا عسلیٰ کے سفنه کا نام ہے

قاسم کے جسم پر وہ شہادت کا پیر ہن تشبیہ جس کے واسطے پالی چن
لوئی تھی اہل شام نے یوں دولت حسن شتبیہ حج کرتے تھے بکھرا ہوا بدن
ایسے میں صبر کر کر دلما کی زمین پر
سہرا بندھا تھا عسلم علیہ کی جبین پر!

وہ سیدہ کے باغ کا ناک ترین بھول جس کی ہنسی بھی اگی سرمایہ رسول
وہ تیر اور وہ زلزلہ سر قبول منظومت کا آخری تحفہ ہرا قبول
روح جن حسین کا تازہ تھا
اصغر کسی مکری میں علی کامان تھا

آخریں وقت عصر وہ تہائی حسین قربان جس پر معرکہ خبر و خین
منظومی حسین یروتے تھے مشرقین خیسے سے آرہی تھی یہ آواز شور دشیں
بھیسا سم زدوں کو اکیلانہ چھوڑنا
زینت کو اس دیار میں تھا نہ چھوڑتا

محن نے سماں ہن کی یہ آواز دل فگار خجھوڑ حسین پر نکلی ہو کی دھار
لیکن صدائے سجدہ آخر تھی بار بار علم بنی اسلام علی کو ہماری
زینت کے آنسوؤں میں بقا کا پیام ہے
اسلام اجسی نکلے سجدے کا نام ہے

بعد عسلیٰ جو شام سے ابھریں جاتیں بادل ہوئیں خزانہ سرثابی کی ظلمتیں
ایلیسیت کے روپ میں اٹھیں تیاریں آبادیوں پر چھا گئیں ویران ساعتیں
دیبا سے امن و صلح کے آنا درست گئے
غیرت کو نیت آگئی کردار مٹ گئے

ہزادی قریب میں ڈوبا ہوا ملا دیکھا ہے وہ شخص رہیں جفا ملا
کیسے کھوں عسلیٰ کو زمانے سے کیا ملا پروردگار ان کو زہر دعا ملا
مسمم لال مقاصہ بطمکی گوریں
ٹکڑے دل حسن کے تھے نہ ترکی گود میں

کیسے کھوں سکون دے سہا فاطمہ کا بھول کیسے کھوں جہاں سے اعضا فاطمہ کا بھول
سبط رسول اسیز قلب فاطمہ کا بھول کیسے کھوں اُن میں چسلا فاطمہ کا بھول
مرنے کے بعد بھی تو جائزے پر تیرتھے
شہربنیٰ میں عسلم کے لالشے پر تیرتھے

آخر جوان ہو گئیں بے رحم آندھیاں کیسے کے ہرستوں سے اٹھنے لگا ہوں
مقتل کی سست چل دیا معمصہ کا دال میدان کر بلایں ہوئی آخری اذان
ہتھیار سچ کے پیاس کے نکل بڑے
علم عسلیٰ کے چاندستا نے نکل پڑے

وہ خشک لب وہ گرمی عاشورہ کا شہاب وہ انتہائے صبر وہ تکمیل اضطراب
وہ پیکران حمد پر نکون کی آئی تاب وہ جذبہ حسینی کے ہنستے نوئے گلاب
رنگ و قاپ خون کی سرخی نشار تھی
علم عسلیٰ کے باغ میں پوری ہمار تھی

تیروں کی بارشوں میں وہ جلتے ہوئے بڑاع خونخوار خجھوڑ سے عیان سرخ سرخ داع
بھوڑوں کے جسم تیغوں کے پالے سے باغ لیکن حسینیت کی فضا میں دل ددماغ
انسانیت کے راج دلکسے ہوئیں تھے
قرآن بوڑاٹ کے پارے ہوئیں تھے

قالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلَىٰ

...وَلَنِي لَمْ أَخْرُجْ أَشْرًا وَلَا بَطْرًا وَلَا مُفْسِدًا وَلَا ظَالِمًا وَلَا هَا
خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْإِصْلَاحِ فِي أُمَّةٍ جَدِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَلَهُ أُرِيدُ أَنْ أَمْرِي بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهِي عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَسِيرَ
بِسِيرَةِ جَدِّي وَلَبِي عَلَىٰ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ...

(بخار الانوار ج ۴، صفحہ ۳۰-۳۲۹)

مقصد قیام امام حسین

حضرت سید الشہداءؑ نے اپنے بھائی محمد ابن حنفیہ سے وصیت فرمائی۔ ”میں
ہرگز اتراء ہٹ اور اکڑ، ظلم اور فساد پھیلا نہیں نکلا ہوں، میں تو صرف اپنے نانا کی
اُمت کی اصلاح کے لئے نکلا ہوں۔ میں امر بالمعروف اور نهى عن المنکر کرنا چاہتا
ہوں اور میں اپنے نانا رسولؐ خدا اور اپنے بابا علی ابن ابی طالبؐ کی سیرت پر چلنا
چاہتا ہوں۔“

ایسوی ایشن آف امام مہدیؑ پوسٹ بکس ۱۷۔ ۵۰۰۰